ماہنامہ
احمدیہ گزٹ
کینیڈا

مئی 2021ء

# انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا

(سُوْرَۃُ النُّوْرِ)

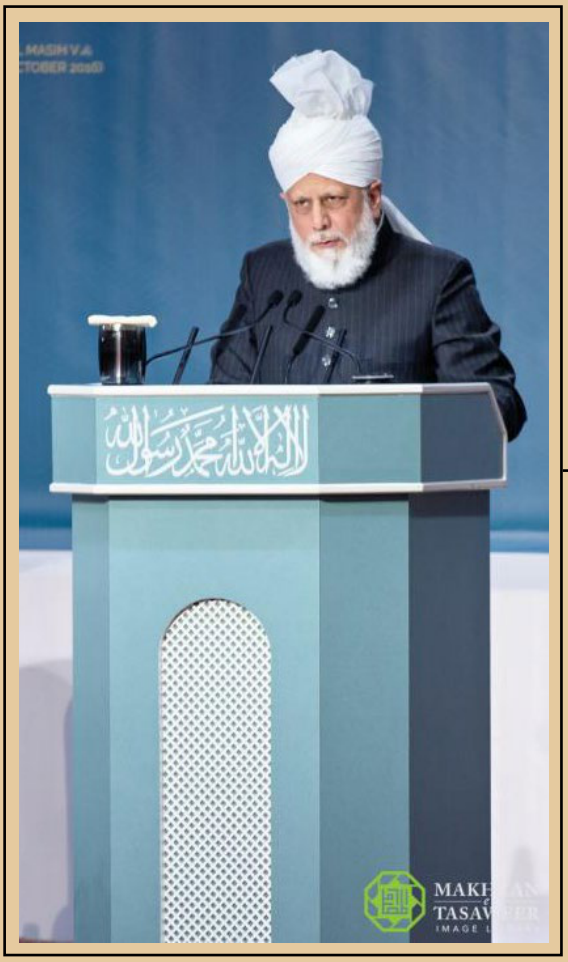


# سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

## احباب جماعت کے نام ایک اہم پیغام

’’یہ خلافت کی ہی نعمت ہے جو جماعت کی جان ہے۔ اس لئے اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو خلافت احمدیہ کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ چمٹ جائیں۔ پوری طرح اس سے وابستہ ہو جائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں مضمر ہے۔ ایسے بن جائیں کہ خلیفۂ وقت کی رضا آپ کی رضا ہو جائے۔ خلیفۂ وقت کے قدموں پر آپ کا قدم اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی آپ کا مطمع نظر ہو جائے۔‘‘

(ماہنامہ خالد ربوہ۔ مارچ 2004ء)

مئی 2021ء جلد نمبر 50 شمارہ 5

# فہرست مضامین


| | |
|---|---|
| قرآن مجید | 2 |
| حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | 2 |
| ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام | 3 |
| سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات | 4 |
| سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعۃ الوداع 2020ء سے چند اقتباس | 12 |
| دعوت الی اللہ میں حکمت کے تقاضے ازشعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ کینیڈا | 14 |
| خلافتِ حقّہ ازمکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب | 15 |
| مقام خلافت کی عظمت واہمیت ازمکرم ظہیر احمد طاہر صاحب | 19 |
| زکوٰۃ ازمکرم مبارک احمد ظفر صاحب | 27 |
| حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا ازمکرم محمد داؤد طاہر صاحب | 29 |
| نماز کے لغوی معانی ازشعبہ تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا | 32 |
| جلسہ مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ امارت وان کی چند جھلکیاں ازمکرم غلام احمد عابد صاحب | 33 |
| بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات | 38 |



نگران

ملک لال خاں

امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیر اعلیٰ

مولانا ہادی علی چوہدری

مدیران

ہدایت اللہ ہادی اور عثمان شاہد

معاون مدیر

شفیق اللہ

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

مسعود ناصر، فوزیہ بٹ، غلام احمد عابد

تزئین وزیبائش

شفیق اللہ اور منیب احمد

مینیجر

مبشر احمد خالد



رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca

Tel: 905-303-4000 ext. 2241

www.ahmadiyyagazette.ca

# قرآن مجید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝

(سورۃ النور 56:24)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

# حدیث النبی ﷺ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

## آنحضرت ﷺ کی ایک عظیم الشان پیش گوئی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام

عَنْ نُعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اِذَا شَآءَ اَنْ يَرْفَعَهَا. ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ فَتَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اِذَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَرْفَعَهَا. ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَآضًّا فَيَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اِذَاشَآءَ اَنْ يَرْفَعَهَا. ثُمَّ يَكُوْنُ مُلْكًا جَبَرِيَّةً فَتَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اِذَاشَآءَ اَنْ يَرْفَعَهَا. ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةً عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ. ثُمَّ سَكَتَ۔

(مسند احمد بن حنبل۔ حدیث نعمان بن بشیرؓ و مشکوۃ المصابیح۔ کتاب الرقاق، باب الانذار والتحذیر)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ تم میں نبوت اس وقت تک باقی رہے گی۔ جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا۔ پھر خدا تعالیٰ نبوت کو اٹھالے گا اور پھر اس کے بعد نبوت کے طریق (منہاج) پر خلافت ہوگی۔ اور وہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا۔ پھر خدا تعالیٰ خلافت کو اٹھالے گا۔ پھر ایک کاٹنے (قتل وغارت) والی بادشاہت آئے گی اور وہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا۔ پھر ایک جور و جبر والی بادشاہت ہوگی اور وہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

(اردو ترجمہ از خلافت: روشنی صبح ازل کی از ہادی علی چوہدری، صفحہ 6)

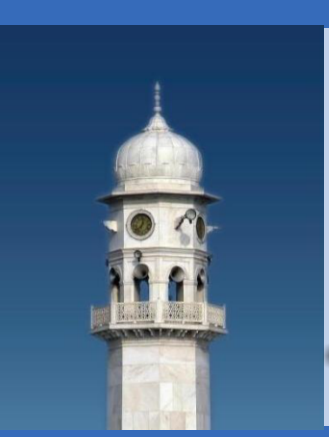

# مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں

## اور

## میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔(۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔(۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی۔ اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مُرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ ...

سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہینِ احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پَیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اِس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچّا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے، پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 304-306)

# سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

## ارشاد فرمودہ خطباتِ جمعہ مارچ 2021ء کے خلاصہ جات

### خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 5 مارچ 2021ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 05 مارچ 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف جو فتنہ اٹھا تھا اس کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ طبری کے حوالوں کی روشنی میں اپنا تجزیہ اور نقطہ نظر پیش کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں کہ محمد بن ابو بکر، محمد بن حذیفہ اور عمار بن یاسر یہ تین اشخاص باغیوں کی باتوں میں آ کر ان کے ساتھ مل گئے تھے باقی اہلِ مدینہ میں سے کوئی صحابی یا غیر صحابی ان مفسدوں کا ہمدرد نہ تھا۔ بیس دن تک فسادی زبانی طور پر یہ کوشش کرتے رہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت سے دست بردار ہو جائیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان فسادیوں کو سمجھاتے رہے اور فرماتے رہے کہ آج یہ لوگ مجھ سے بیزار ہیں مگر جب میں نہ رہوں گا تو یہ خواہش کریں گے کہ کاش! عثمان کی عمر کا ایک دن ایک سال سے بدل جاتا۔ بہرحال بیس دن کے بعد ان لوگوں کو خیال ہوا کہ جلد کوئی فیصلہ کرنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ صوبہ جات سے فوجیں آ جائیں اور ہمیں اپنے اعمال کی سزا بھگتنی پڑے۔ اس وقت مدینہ کا انتظام عملاً ان لوگوں کے ہاتھ میں تھا اور انہوں نے مصر کی فوجوں کے سردار غافقی کو اپنا سردار بنا رکھا تھا۔ کوفہ کی فوج کا سردار اشتر اور بصرہ کی فوج کا سردار حکیم بن جبلہ یعنی وہی ڈاکو جسے اہلِ ذمہ کا مال لوٹنے پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نظر بندی کی سزا دیئے جانے کا حکم دیا تھا غافقی کے ماتحت کام کرتے تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غافقی کے سردار بنائے جانے سے ایک بار پھر ثابت ہو گیا کہ اس فتنہ کی جڑ مصری تھے جہاں عبداللہ بن سبا کام کر رہا تھا۔ مسجدِ نبوی میں غافقی ہی نماز پڑھاتا اور صحابہؓ اپنے گھروں میں مقید رہتے یا مجبوراً اس کے پیچھے نماز ادا کرتے۔ ان لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے محاصرہ کے ساتھ دیگر لوگوں پر بھی سختیاں شروع کر دیں چنانچہ مدینہ دارالامن سے دارالحرب ہو گیا۔ اہلِ مدینہ کی عزت و ناموس خطرہ میں تھی اور کوئی شخص اسلحہ کے بغیر گھر سے نہ نکلتا تھا۔ جب ان لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پانی تک جانے سے روک دیا تو آپؓ نے حضرت علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نیز امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن کو پیغام بھجوایا۔ جس پر سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور آپؓ نے ان مفسدوں کو سمجھایا لیکن ان پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصائح کا کوئی اثر نہ ہوا۔ انہوں نے صاف کہہ دیا کہ خواہ کچھ ہو جائے ہم اس شخص تک دانہ پانی نہ پہنچنے دیں گے۔ یہ جواب تھا جو انہوں نے اس شخص کو دیا جسے وہ رسول کریم ﷺ کا وصی اور حقیقی جانشین قرار دیتے تھے۔ پس یہ جواب ثابت کرتا ہے کہ یہ مفسد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت یا اہلِ بیت کی محبت کی خاطر اپنے گھروں سے نہیں نکلے تھے بلکہ یہ لوگ اپنی نفسانی اغراض کو پورا کرنے آئے تھے۔ امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن میں سے سب سے پہلے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں مگر آپؓ کے ساتھ ان مفسدوں نے نہایت بدسلوکی کا مظاہرہ کیا۔ جب حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ہونے والی بدسلوکی کی خبر مدینہ میں پھیلی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسی وقت حج کا ارادہ کر لیا۔ بعض لوگوں نے آپؓ کو روکنا چاہا تا کہ فتنہ کے تدارک میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدد دے سکیں تو آپؓ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں اپنی عزت خطرہ میں نہیں ڈال سکتی کیونکہ یہ رسول کریم ﷺ کی عزت ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ محسوس ہوا کہ یہ لوگ نرمی سے نہیں مان سکتے تو آپؓ نے تمام والیانِ صوبہ جات کے نام ایک خط روانہ کیا۔ اسی طرح حج پر آنے والے لوگوں کے لئے بھی ایک خط بھجوایا جس میں آپؓ نے فرمایا کہ یہ مفسد جو اسلام میں فتنہ ڈالنے میں مشغول ہیں انہیں یہ بھی پروا نہیں کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں بیعت اور اطاعت کا مفہوم واضح کرنے کے بعد فسادیوں کے ناجائز مطالبات کا بھرپور تجزیہ فرمایا۔

فسادیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تنگ کرنے اور اشتعال دلانے کے لئے رات کے وقت آپؓ کے گھر میں پتھر تک پھینکے۔ صحابہؓ کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جمع ہونے کا موقع نہ دیا جاتا تھا لیکن پھر بھی حضرت علی، طلحہ اور زبیر کی اولاد اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت رات اور دن آپ کے گھر کی حفاظت کیا کرتی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ جو عوام پر اخلاقی اثر رکھتے تھے اپنے اوقات لوگوں کو سمجھانے پر صرف کرتے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو تمام کام چھوڑ کر رات دن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمنوں کا غضب ٹھنڈا کرنے اور آپؓ کی تکالیف دور کرنے کے لئے کوشاں رہتے۔ تین ہزار کا لشکر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے دروازے پر پڑا رہتا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؓ اور آپؓ کے اہلِ خانہ کی حفاظت کی کوشش کرنے والے صحابہؓ کو اپنی جانیں خطرہ میں ڈالنے سے روکتے رہتے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہی نصیحت فرماتے کہ ان لوگوں سے تعارض نہ کرو، آپؓ چاہتے تھے کہ جہاں تک ہو سکے صحابہؓ کی وہ جماعت جس نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی ہے وہ آئندہ فتنوں کو دور کرنے کے لئے محفوظ رہے۔

دوسری جانب حج کے موقع پر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل دہلا دینے والا پیغام سنایا گیا تو حجاج نے فیصلہ کیا کہ وہ حج کے بعد مصری مفسدوں اور ان کے ساتھیوں کے خلاف جہاد کے ثواب سے بھی محروم نہ رہیں گے۔ مفسدوں کو اپنے جاسوسوں کے ذریعہ جب اس کا علم ہوا تو وہ سخت گھبراہٹ کا شکار ہو گئے۔ اس گھبراہٹ میں تب اور بھی اضافہ ہو گیا جب انہیں یہ خبر ملی کہ شام، کوفہ اور بصرہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطوط موصول ہونے کے بعد ان مفسدوں کے خلاف جہاد کے فتوے دیئے جا رہے ہیں۔ غرض ان خبروں کے باعث باغیوں نے سخت گھبراہٹ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پر حملہ کر کے بزور اندر داخل ہونا چاہا۔ صحابہؓ نے مقابلہ کیا اور آپس میں سخت جنگ ہوئی، جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لڑائی کا علم ہوا تو آپؓ نے صحابہؓ کو لڑنے سے منع کیا۔ صحابہؓ نے اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اکیلا چھوڑ دینا ایمانداری کے خلاف اور اطاعت کے حکم کے متضاد خیال کرتے ہوئے لوٹنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہؓ کو اپنے گھر کے اندر لے گئے اور دنیا سے بے رغبتی کا اظہار کرتے ہوئے اتحاد کی وصیت کی اور گھروں کو لوٹ جانے کا ارشاد فرمایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور دیگر عظیم المرتبت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلوا کر باغیوں کی موجودگی میں انتہائی پراثر انداز میں خطاب فرمایا اور اہلِ مدینہ کو قسم دی کہ وہ آپؓ کی خاطر اپنی جانوں کو خطرہ میں نہ ڈالیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس حکم نے صحابہؓ میں بڑا اختلاف پیدا کر دیا، ان میں سے بعض اس معاملہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اطاعت کرنے کو آپؓ سے غداری گمان کرتے تھے۔ حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لڑکوں نے اپنے اپنے والد کے حکم کے ماتحت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈیوڑھی پر ڈیرے جمائے رکھے۔ باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ کے سامنے لکڑیوں کے انبار جمع کر کے آگ لگا دی تو صحابہؓ تلواریں تھامے مقابلے کے لئے باہر نکلے۔ صحابہ و مخلصین کی قلیل جماعت نے باغیوں کا بھرپور مقابلہ کیا اکثر محافظ مارے گئے یا زخمی ہوئے لیکن ایک قلیل گروہ برابر دروازہ کی حفاظت کرتا رہا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ ذکر آئندہ جمعہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد پاکستان اور الجزائر کے احمدیوں کے لئے ایک بار پھر دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان کے احمدیوں کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ الجزائر میں بھی دوبارہ کیس کھل رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب کے لئے آسانیاں پیدا کرے اور مخالفین کی جانب سے پیدا کردہ سختیوں کو جلد دور فرمائے۔ آمین

خطبہ کے آخری حصہ میں حضور انور نے درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

1۔ مکرم مولوی محمد نجیب خان صاحب نائب ناظر دعوت الی اللہ جنوبی ہند قادیان۔ آپ 14 فروری 2021ء کو وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

2۔ مکرم نذیر احمد خادم صاحب ابن چودھری احمد دین صاحب چٹھہ۔ آپ مکرم مولانا منیر احمد بسمل صاحب ایڈیشنل ناظر اشاعت کے بھائی تھے۔ مرحوم 6 فروری 2021ء کو وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

3۔ الحاج ڈاکٹر نانا مصطفیٰ اوٹی بوائنگ صاحب آف گھانا جو الحاج چوچو کے نام سے معروف تھے۔ مرحوم نے 17 جنوری 2021ء کو ستر برس کی عمر میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

مرحوم کو بطور نیشنل سیکرٹری جائیداد گیارہ سال خدمت کا موقع ملا۔

4۔ مکرم غلام نبی صاحب ابن فضل دین صاحب ربوہ۔ مرحوم مکرم ضیاء الرحمٰن صاحب طیب مربی سلسلہ گابون کے والد تھے۔ آپ 2 فروری 2021ء کو وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

حضور انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندیٔ

درجات کے لئے دعا کی۔

## خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 12 مارچ 2021ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 12 مارچ 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تسمیہ، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا ہے۔ آپؓ کی وفات سے تقریباً ایک برس پہلے جب فتنہ پردازوں نے سر اٹھانا شروع کر دیا تھا تب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حج سے واپسی پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ آئے اور عرض کیا کہ آپؓ میرے ساتھ شام چلیں کہیں ایسا نہ ہو کہ یکدم کسی قسم کا فساد اٹھے اور اس وقت کوئی انتظام نہ ہو سکے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میں رسول کریم ﷺ کی ہمسائیگی نہیں چھوڑ سکتا۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں شامی فوج کا ایک دستہ آپؓ کی حفاظت کے لئے بھیج دیتا ہوں لیکن آپؓ نے فرمایا کہ میں عثمان کی جان کی حفاظت کے لئے بیت المال پر اس قدر بوجھ نہیں ڈال سکتا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیسری تجویز دی کہ صحابہؓ کی موجودگی میں لوگوں کو جرأت ہے کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ رہے تو ان میں سے کسی کو آگے کھڑا کر دیں گے۔ ان لوگوں کو مختلف ملکوں میں پھیلا دیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں کو رسول کریم ﷺ نے جمع کیا ہے میں ان کو پراگندہ کر دوں۔ اس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے اور عرض کی کہ اتنا تو کیجئے کہ اعلان کر دیں کہ اگر میری جان کو کوئی نقصان پہنچا تو معاویہ کو میرے قصاص کا حق ہوگا۔ شاید لوگ خوف کھا کر شرارت سے باز رہیں۔ آپؓ نے فرمایا معاویہ! جو ہونا ہے ہو کر رہے گا میں ایسا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ آپؓ کی طبیعت سخت ہے ایسا نہ ہو کہ آپؓ مسلمانوں پر سختی کریں۔ یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے اٹھے اور کہا شاید یہ ہماری آخری ملاقات ہو۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محاصرین کو جھانک کر فرمایا کہ اے میری قوم! مجھے قتل نہ کرو کیونکہ میں حاکمِ وقت اور تمہارا مسلمان بھائی ہوں۔ یاد رکھو! اگر تم نے مجھے قتل کیا تو تم لوگ کبھی بھی اکٹھے نماز نہ پڑھ سکو گے اور نہ ہی کبھی اکٹھے جہاد کر سکو گے۔ جب محاصرین پر آپؓ کی تلقین کا اثر نہ ہوا تو آپؓ نے دعا کی کہ اے اللہ! تو انہیں اچھی طرح گِن لے اور ان سب کو چن چن کر ہلاک کر۔ مجاہد کہتے ہیں کہ اس فتنہ میں جس جس نے بھی حصہ لیا اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ بن سلام کو پیغام دے کر بلوایا انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فتنہ کے متعلق ان کی رائے پوچھی تو آپؓ نے فرمایا کہ لڑائی سے بچو۔ یہ بات تمہارے حق میں بطور دلیل زیادہ مضبوط ہوگی۔ حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر فرمایا کہ انصار دروازہ پر حاضر ہیں اگر آپؓ پسند فرمائیں تو ہم دوسری مرتبہ اللہ کے انصار بننے کو تیار ہیں۔ حضرت عثمان نے فرمایا نہیں! قتال ہرگز نہیں کرنا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کے دروازہ پر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نگران مقرر فرمایا ہوا تھا۔ انہیں بھی آپؓ نے یہی نصیحت فرمائی کہ کوئی آدمی میری خاطر اپنا خون نہ بہائے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ شہادت اور اس سے قبل کے فتنہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ چونکہ باغیوں کو بظاہر غلبہ حاصل ہو چکا تھا چنانچہ انہوں نے آخری حیلے کے طور پر ایک شخص کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا کہ وہ خلافت سے دست بردار ہو جائیں۔ آپؓ نے اسے صاف اور واضح انکار کر دیا۔ اس نے واپس آ کر نہایت گھبراہٹ سے اپنے لوگوں کو کہا کہ مسلمانوں کی گرفت سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کے سوائے ہم بچ نہیں سکتے لیکن اس کا قتل کرنا کسی طرح جائز نہیں۔ جب فسادی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا منصوبہ بنا رہے تھے تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان فتنہ پردازوں کو اس ظلم سے باز رکھنے کے لئے بڑی پُردرد نصائح کرنے کے بعد فرمایا کہ یاد رکھو! اس وقت مدینہ کے محافظ ملائکہ ہیں اگر تم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دو گے تو ملائکہ مدینہ کو چھوڑ جائیں گے۔ ان ظالموں نے اس نصیحت سے فائدہ اٹھانے کی بجائے آپؓ کو یہودن کا بیٹا ہونے کا طعنہ دیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان ظالموں کو یہ بھول گیا کہ انہیں ورغلانے والا ان کا لیڈر عبداللہ بن سبا بھی یہودن کا بیٹا بلکہ خود یہودی تھا اور صرف ظاہر میں اسلام کا اظہار کر رہا تھا۔ جب فسادیوں نے دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ پر کچھ نہ کچھ لوگ موجود رہتے ہیں تو ان میں سے چند لوگ ایک ہمسائے کی دیوار پھاند کر آپؓ کے کمرہ میں گھس گئے۔ اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کریم پڑھ رہے تھے۔ سب سے پہلے محمد بن ابی بکر نے عثمان کی داڑھی پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر اتنا فرمایا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے! اگر تیرا باپ اس وقت ہوتا تو تو کبھی ایسا نہ کرتا۔ آپؓ کا اتنا فرمانا تھا کہ محمد بن ابی بکر شرمندہ ہو کر واپس لوٹ گئے۔ ایک

دوسرے شخص نے لوہے کی سیخ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر ماری پھر آپؓ کے سامنے جو قرآن کریم تھا اسے لات مار کر پھینک دیا۔ قرآن کریم لڑھک کر آپؓ کے پاس آ گیا اور خون کے قطرات اس پر آ گرے۔ جس آیت پر آپ کا خون گرا وہ ایک زبردست پیش گوئی

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

(سورۃ البقرۃ 2:138) تھی یعنی اللہ تعالیٰ ضرور ان سے تیرا بدلہ لے گا۔ پھر سودان نامی شخص نے تلوار کا وار کیا جس سے آپؓ کا ہاتھ کٹ گیا۔ اس پر آپؓ نے فرمایا خدا کی قسم! یہ وہ ہاتھ ہے جس نے سب سے پہلے قرآن کریم لکھا تھا۔ جب اس نے دوسرا وار کیا تو آپؓ کی زوجہ نائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا درمیان میں آ گئیں، تلوار کا وار ہاتھوں پر روکنے سے ان کی بھی انگلیاں کٹ گئیں۔ تیسرے وار سے جب اس ظالم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بالکل نڈھال اور بیہوش کر دیا تو آپؓ کا گلا دبانے لگا یہاں تک کہ آپؓ کی روح جسم خاکی سے عالمِ بالا کو پرواز کر گئی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ کوئی نیک مدعا لے کر کھڑے نہیں ہوئے تھے۔ ان میں سے بعض عبداللہ بن سبا یہودی کے فریب خوردہ عجیب وغریب اسلام مخالف تعلیموں کے دل دادہ تھے، کچھ حد سے بڑھی ہوئی سوشلزم بلکہ بالشویزم کے فریفتہ تھے۔ کچھ سزایافتہ مجرم، لٹیرے اور ڈاکو تھے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تڑپ رہے تھے تو قاتل ان کی بیوی کے جسم کے بارہ میں بیہودہ بکواس کر رہے تھے۔ پھر اس سے بدتر انہوں نے کام کیا یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے متعلق باتیں کیں انہیں بے پردہ کیا اور دیکھ کر کہا تھا کہ یہ تو نوجوان ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کاش میں اس وقت ہوتا تو ان لوگوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا۔ فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی رنگ میں آئے ہیں جس رنگ میں دوسرے انبیاء مبعوث ہوئے تھے اور آپؑ کے بعد اسی رنگ میں سلسلہ خلافت شروع ہوا جس طرح پہلے انبیاء کے بعد خلافت کا سلسلہ قائم ہوا تھا۔ خلافت کا سلسلہ ایک عظیم الشان سلسلہ ہے۔ اگر دس ہزار نسلیں بھی اس کے قیام کے لئے قربان کر دی جائیں تو کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ جب میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑنے والی مصیبتوں پر نظر کرتا ہوں اور دوسری طرف اس نور اور روحانیت کو دیکھتا ہوں جو رسول کریم ﷺ نے آ کر ان میں پیدا کیا تو میں کہتا ہوں کہ اگر دنیا میں میری دس ہزار نسلیں پیدا ہونے والی ہوتیں اور وہ ساری کی ساری ایک ساتھ قربان کر دی جاتیں تا وہ فتنہ ٹل سکتا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جوں دے کر ہاتھی خریدنے کا سودا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ 17 یا 18 یا ایک دوسری روایت کے مطابق 12 ذوالحجہ 35 ہجری کو جمعہ کے دن بیاسی برس کی عمر میں شہید کئے گئے۔ ایک اور روایت میں بوقتِ شہادت آپؓ کی عمر 75 سال بیان ہوئی ہے۔ شہادت کے وقت آپؓ روزہ سے تھے۔ مفسدین اور باغیوں نے تین دن تک آپؓ کی تدفین نہیں ہونے دی بالآخر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مداخلت سے تدفین کی اجازت ملی۔ جب مفسدین نے یہ بات سنی تو وہ پتھر لے کر راستہ میں بیٹھ گئے اور جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ باہر آیا تو ان لوگوں نے آپؓ کی چارپائی پر پتھر مارے۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین میں چار یا ایک اور روایت کے مطابق سولہ افراد نے شرکت کی۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابھی تھوڑا سا ذکر رہ گیا ہے جو ان شاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔

خطبہ کے آخر میں حضور انور نے درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

1۔ مولوی محمد ادریس تیرو صاحب مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ جو 28، 27 فروری 2021ء کی درمیانی شب وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

مرحوم نہایت دعا گو، عبادت گزار، سخی دل، فدائی احمدی ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے ماہر مبلغ و مناظر اور علمی شخصیت کے مالک تھے۔

2۔ مکرمہ امینہ نائیگا کارے صاحبہ اہلیہ محمد علی کارے صاحب امیر و مشنری انچارج یوگنڈا جو 20 فروری 2021ء کو وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

مرحومہ بڑی بہادر، اخلاص و وفا رکھنے والی صوم وصلوٰۃ کی پابند اور دوسروں کے لئے نمونہ رکھنے والی شخصیت تھیں۔

3۔ مکرم نوحی قزق صاحب آف سیریا جو 10 دسمبر 2020ء کو اڑتالیس سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

4۔ مکرمہ فرحت نسیم صاحبہ زوجہ اہلیہ مکرم محمد ابراہیم صاحب حنیف۔ 26 دسمبر 2020ء کو 86 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

حضور انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی۔

## خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 19 مارچ 2021ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 19 مارچ 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل

رہا تھا، حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؓ کی شہادت کے بعد کے حالات مختصراً لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اب مدینہ ان ہی لوگوں کے قبضہ میں رہ گیا اور انہوں نے بڑی حیرت انگیز حرکتیں کیں۔ تین دن تک آپؓ کی نعش کو دفن نہ ہونے دیا آخر صحابہؓ کی ایک جماعت نے ہمت کر کے رات کے وقت آپؓ کو دفن کیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق آنحضرت ﷺ نے پیش گوئیاں بھی فرمائی تھیں، ان کا ذکر یوں ملتا ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دروازہ پر پہرہ دینے کا حکم فرمایا۔ درایں اثنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یکے بعد دیگرے وہاں پہنچے تو آنحضرت ﷺ نے انہیں اندر داخل ہونے کی اجازت کے ساتھ جنت کی بشارت عطا فرمائی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو آپؐ نے کچھ دیر توقف کے بعد انہیں جنت کی بشارت اور اندر آنے کی اجازت عنایت کرنے کے ساتھ فرمایا کہ انہیں ایک بڑی مصیبت پہنچے گی۔

اسی طرح ایک مرتبہ حضور ﷺ خلفائے ثلاثہ کے ہمراہ احد پہاڑ پر چڑھے تو پہاڑ ہلنے لگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے احد! ٹھہر جا کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ پھر ایک دفعہ فتنہ کا ذکر کرتے ہوئے آپؐ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہ شخص اس فتنہ میں بحالتِ مظلومیت مارا جائے گا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت آپؓ کے تین کروڑ پانچ لاکھ درہم اور ڈیڑھ لاکھ دینار خزانچی کے پاس پڑے تھے، وہ سب لوٹ لئے گئے۔ حضور انور نے فرمایا کہ خزانچی مقرر کئے جانے سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ قومی خزانہ تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو لاکھ دینار کے صدقات بھی چھوڑے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سب سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والے ایسے شخص تھے جو ملائے اعلیٰ میں بھی ذوالنورین کہلاتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ مفسدوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیا حالانکہ وہ ان سب سے زیادہ تقویٰ اختیار کرنے والے تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے دامادوں کے لئے یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص کو آگ میں داخل نہ کرے جو حضور ﷺ کا داماد ہو یا جس کے آپؐ داماد ہوں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلیہ کی نسبت ذکر ملتا ہے کہ آپؓ میانہ قد، گندمی رنگت، نرم جلد والے خوبصورت چہرہ کے مالک تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی گھنی اور لمبی تھی۔ آپؓ دو زرد چادریں اوڑھ کر عصاء کا سہارا لئے جمعہ کے لئے تشریف لاتے۔

آنحضرت ﷺ نے جب روم کے بادشاہ کو خط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو اس خط پر مہر لگانے کے لئے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ اس انگوٹھی پر محمد رسول اللہ کے الفاظ کندہ تھے۔ حضور ﷺ کے بعد یہ انگوٹھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہی۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آیا تو یہ انگوٹھی اریس نامی کنویں میں گر گئی۔ تین روز تک اسے تلاش کیا جاتا رہا، کنویں کا سارا پانی بھی باہر نکالا گیا لیکن وہ انگوٹھی نہ مل سکی۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشرہ مبشرہ میں بھی شامل تھے۔ اسی طرح حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور جنت میں میرا رفیق حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ اکابر مہاجر صحابہؓ کے ساتھ تھے کہ آپؐ نے فرمایا ہر شخص اپنے ہم کفو کے ساتھ کھڑا ہو جائے، پھر آپؐ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کھڑے ہو گئے، ان سے معانقہ کیا اور فرمایا کہ تم دنیا میں بھی میرے دوست ہو اور آخرت میں بھی۔

فتنہ پردازوں نے ایک دفعہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنگِ بدر سے پیچھے رہنے، جنگِ احد سے فرار اور بیعتِ رضوان میں شامل نہ ہونے کی بابت اعتراض کیا تو انہوں نے فرمایا کہ بدر سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غائب رہنے کی وجہ یہ تھی کہ رسول کریم ﷺ کی بیٹی جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی تھیں وہ بیمار تھیں اور رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کو ان کے پاس رہنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ احد کے دن جو ان کا بھاگ جانا تھا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو معاف کر دیا تھا۔ جہاں تک بیعتِ رضوان سے آپ کی غیر حاضری کا تعلق ہے تو یاد رکھو! اگر وادی مکہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی اور شخص معزز ہوتا تو رسول اللہ ﷺ آپ کی جگہ اس کو کفار کی طرف سفیر بنا کر بھیجتے۔ بیعتِ رضوان کے وقت رسول اللہ ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں مسجدِ نبوی کی مزید توسیع بھی ہوئی تھی۔ آپؓ نے بعض صحابہؓ کے تحفظات کے باوجود ماہ ربیع الاول 29 ہجری میں اس کام کی ابتدا کروائی اور صرف دس ماہ کے عرصہ میں مسجدِ نبوی تعمیرِ نو کے بعد تیار ہو گئی۔ اس دوران حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنفسِ نفیس اس کام کی نگرانی فرماتے رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو میں حضرت سلیمان علیہ السلام سے تشبیہ دیتا ہوں۔ ان کو بھی عمارات کا بڑا شوق تھا۔ یہ ضروری نہیں کہ مسجد مرصع اور پکی عمارت ہو،

آنحضرت ﷺ کی مسجد چند کھجوروں کی شاخوں کی تھی پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لئے کہ ان کو عمارت کا شوق تھا۔ اپنے زمانہ میں اسے پختہ بنوایا تھا۔ مجھے خیال آیا کرتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قافیہ خوب ملتا ہے شاید اسی مناسبت سے ان کو ان باتوں کا شوق تھا۔

مسجد الحرام کی توسیع کے لئے 26 ہجری میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حرم کے نشانات کی ازسرِنو تجدید کی اور مسجدِ نبوی کی توسیع فرمائی۔ پہلا اسلامی بحری بیڑا بھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں 28 ہجری میں بنایا گیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں بحری جنگ کی۔ آنحضرت ﷺ سے اخلاق میں سب سے زیادہ مشابہت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی۔ آنحضور ﷺ نے اپنی صاحبزادیؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ سے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہترین سلوک سے پیش آؤ کیونکہ وہ میرے صحابہؓ میں سے اخلاق کے لحاظ سے سب سے زیادہ میرے مشابہ ہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ میں سے بات کو مکمل، جامع اور خوبصورت رنگ میں بیان کرنے میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر کوئی نہیں تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ذکر اب یہاں ختم کرتا ہوں۔ آج بھی کچھ جنازے پڑھانے ہیں، ان کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

پہلا جنازہ مبشر احمد رند صاحب ابن احمد بخش صاحب معلم وقفِ جدید کا ہے جو 10 مارچ 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

مرحوم کو مختلف وقتوں اور مختلف جگہوں پر بطور معلم اور انسپکٹر کام کرنے کا موقع ملا۔ انتہائی محنتی، دعا گو، تہجد کے پابند، بہترین داعی الی اللہ، اچھے مقرر اور بہت ملنسار، مہمان نواز، خوش مزاج اور عاجز انسان تھے۔

پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ مرحوم کے چھوٹے بیٹے عزیزم شازل احمد جامعہ احمدیہ ربوہ میں درجہ ثالثہ کے طالبِ علم ہیں۔

اگلا ذکر مکرم منیر احمد فرخ صاحب سابق امیر جماعت اسلام آباد، پاکستان کا ہے۔ یہ طویل علالت کے بعد 9 مارچ 2021ء کو کینیڈا میں 84 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

آپ 1/9 حصہ کے موصی تھے۔ فرخ صاحب الیکٹریکل انجنیئر تھے اور 1997ء میں پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن لمیٹڈ سے ڈائریکٹر جنرل کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔ مرحوم کو قائد ضلع خدام الاحمدیہ، راولپنڈی کے طور پر بھی خدمت کی توفیق ملی۔ اسلام آباد منتقلی کے بعد پہلے نائب امیر اول اور پھر 1999ء میں امیر جماعت اسلام آباد اور امیر ضلع مقرر ہوئے۔ مرکزی فنانس کمیٹی کے رکن، ڈائریکٹر فضلِ عمر فاؤنڈیشن اور IAAAE کے ایگزیکٹو ممبر تھے۔ 1980ء سے جلسہ سالانہ کے موقع پر ترجمہ کی سہولت کے لئے آپ نے بڑی محنت سے کام کیا۔ 1984ء میں ہجرت کے بعد سے جلسہ سالانہ پر ترجمہ کے انتظام کا کام آپ کے سپرد ہوتا تھا۔ بڑی محنت سے کام کیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ، دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

اگلا جنازہ بریگیڈیئر ریٹائرڈ محمد لطیف صاحب سابق امیر ضلع راولپنڈی کا ہے۔ مرحوم 28 فروری 2021ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

2000ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد مرحوم نے سارا وقت جماعتی خدمات بجالانے میں صرف کیا۔ سیکرٹری امورِ عامہ اور نائب امیر ضلع راولپنڈی بھی رہے۔

2019ء سے تاوفات بطور امیر ضلع راولپنڈی خدمت کی توفیق پارہے تھے۔ بڑے ہمدرد، غریبوں کا خیال رکھنے والے تھے۔ مرحوم کو کینسر تھا اور اپنا علاج کروارہے تھے مگر اس کے باوجود جب بھی مرکز سے بلایا جاتا تو بیماری کی پرواہ کئے بغیر فوراً چلے جاتے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

اگلا جنازہ مکرم کونوک اومربیکوف صاحب آف قرغیزستان کا ہے جو 22 فروری 2021ء کو 67 سال کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

مرحوم قرغیزستان کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے اور آپ نے 2000ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ بہت مخلص، وفا شعار، جماعتی پروگراموں اور چندوں میں حصہ لینے والے، تہجد گزار، خلافت کے فدائی، اعلیٰ اخلاق کے مالک، صابر اور بردبار انسان تھے۔ قرغیزستان میں جماعت کی مذہبی سرگرمیوں پر پابندی سے قبل جماعتی کتب اور ترجمہ قرآن لوگوں کو باقاعدہ تقسیم کرتے۔ روسی زبان میں قرآن کریم کے ترجمے پر اغلاط کی نشاندہی کا کام بڑی سرعت سے انجام دیا۔ نفلی روزے کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے سوموار اور جمعرات دونوں دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

مرحوم نے اپنے پیچھے اہلیہ اور سات سال کا بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ پہلی اہلیہ سے مرحوم کی طلاق ہوگئی تھی جن سے جوان بچے ہیں لیکن شاید وہ احمدی نہیں ہیں۔

حضور انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی۔

## خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 26 مارچ 2021ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 26 مارچ 2021ء کو مسجد مبارک،

اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ سورۃ الفاتحہ اور سورۃ جمعہ کی آیات تین اور چار کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان آیاتِ مبارکہ کا درج ذیل ترجمہ پیش فرمایا:

’’وہی ہے جس نے اُمی لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جب کہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔

اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی اسے مبعوث کیا ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبے والا اور صاحبِ حکمت ہے۔‘‘ (سورۃ الجمعہ 62:3-4)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دو تین دن پہلے 23 مارچ کا دن گزرا ہے جس روز جماعت کی بنیاد پڑی تھی۔ پس ہمیں یہ دن ہر سال یہ بات یاد دلانے والا ہونا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا مقصد قرآنی پیش گوئیوں اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق تجدیدِ دین اور اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں رائج کرنا ہے۔ ہم جو آپ کی بیعت میں شامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہم نے بھی اس اہم کام کی انجام دہی کے لئے اپنی اپنی صلاحیتوں کے مطابق اس میں حصہ دار بننا ہے۔ بھٹکی ہوئی انسانیت کا تعلق خدا تعالیٰ سے جوڑنے اور بندوں کو دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلانی ہے اور ظاہر ہے کہ اس کے لئے سب سے پہلے ہمیں اپنی اصلاح کرنی ہوگی۔

اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض حوالے پیش کروں گا جن میں آپؑ کے آنے کی ضرورت، مقصد اور گذشتہ پیشگوئیوں کا ذکر ہے، جن سے آپؑ کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے۔ جماعت میں، صحابہؓ جیسی پاک تبدیلیاں پیدا ہونے اور ان تکلیفوں سے گزرنے کا ذکر ہے، جن سے صحابہؓ گزرے۔ ہمیں ہر وقت ان باتوں کو سامنے رکھنا چاہئے تا کہ مِن حیث الجماعت ہم ترقی کرنے والے ہوں۔

جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں ان کی وضاحت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس آیت کا ماحصل یہ ہے کہ خدا وہ خدا ہے جس نے ایسے وقت میں رسول بھیجا کہ لوگ علم اور حکمت سے بے بہرہ ہو چکے تھے۔ اس رسول نے ان کے نفسوں کو پاک اور علم الکتاب اور حکمت سے مملو کیا۔

پھر فرمایا: ایک گروہ اور ہے جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا وہ بھی اول تاریکی اور گمراہی میں ہوں گے اور علم اور حکمت اور یقین سے دور ہوں گے تب خدا ان کو بھی صحابہؓ کے رنگ میں لائے گا یہاں تک کہ ان کا صدق اور یقین بھی صحابہؓ کے صدق اور یقین کی مانند ہو جائے گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ صحابہؓ کا سا یقین ہے جو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر خدا تعالیٰ، آنحضرت ﷺ، اسلام اور آپؑ کی صداقت پر ہونا چاہئے۔ آج کل میں صحابہؓ کے حالات خطبات میں بیان کر رہا ہوں، مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ حدیث صحیح میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس آیت کی تفسیر کے وقت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی اٹھ گیا تب بھی ایک آدمی فارسی الاصل اس کو واپس لائے گا۔ آخری زمانہ جس کی نسبت لکھا ہے کہ قرآن آسمان پر اٹھایا جائے گا یہی وہ زمانہ ہے جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے۔ صلیبی حملہ جسے دوسرے لفظوں میں دجالی حملہ کہتے ہیں، جس کی نسبت آثار میں ہے کہ بہت سے نادان خدائے واحد کو چھوڑ دیں گے اور بہت سے لوگوں کی ایمانی محبت ٹھنڈی ہو جائے گی تب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بڑا بھاری کام تجدیدِ ایمان ہوگا اور اسی کی جماعت کے حق میں یہ آیت ہے وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ ؕ (سورۃ الجمعہ 4:62)

اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ کمال ضلالت کے بعد ہدایت اور حکمت پانے والے دو ہی گروہ ہیں، اول صحابہؓ آنحضرت ﷺ اور دوسرا گروہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گروہ ہے۔ کیونکہ یہ گروہ بھی صحابہؓ کی مانند آنحضرت ﷺ کے معجزات کو دیکھنے والا ہے۔

فرمایا: آج کل تیرہ سو برس بعد آنحضرت ﷺ کے معجزات کا دروازہ کھل گیا اور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے کسوف و خسوف رمضان میں مشاہدہ کیا۔ پھر ذوالسنین ستارہ بھی ہزاروں انسانوں نے نکلتا ہوا دیکھ لیا۔ ایسا ہی جاوا کی آگ، طاعون کا پھیلنا، حج سے روکے جانا، ملک میں ریل کا تیار ہونا، اونٹوں کا بیکار ہونا یہ تمام آنحضرت ﷺ کے معجزات تھے جو اس زمانے میں اسی طرح دیکھے گئے۔ ہماری جماعت کو صحابہؓ سے مشابہت ہے۔ وہ معجزات اور نشانوں کو دیکھتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے دیکھا۔ وہ خدا کی راہ میں لوگوں کے ٹھٹھے اور ہنسی اور لعن طعن اور طرح طرح کی دلآزاری اور بدزبانی وغیرہ کا صدمہ اٹھا رہے ہیں جیسا کہ صحابہ نے اٹھایا۔

بہتیرے ان میں سے ہیں کہ نماز میں روتے اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرتے سچی خوابوں اور الہامِ الٰہی سے مشرف ہوتے اور اپنے محنت سے کمائے ہوئے مالوں کو خدا تعالیٰ کی مرضات کے لئے صحابہؓ کی طرح خرچ کرتے ہیں۔ غرض اس جماعت میں وہ ساری علامتیں پائی جاتی ہیں جو وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ کے لفظ سے مفہوم ہو رہی ہیں۔

اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ مختلف

فرقوں کو ایک قوم بنادے اور مذہبی جھگڑوں کو ختم کر کے ایک ہی مذہب میں سب کو جمع کردے۔ اس آخری زمانے کے بارہ میں قرآن شریف میں کئی نشان لکھے ہیں مثلاً نہروں کا نکلنا، زمینی علوم اور معدنیات کا ظاہر ہونا، اونٹوں کا بیکار ہونا، کتابوں کی بکثرت اشاعت، ملاقاتوں کے سہل طریق کی دریافت، چاند اور سورج گرہن، طاعون کا پھیلا وٴ وغیرہ۔ عقل مند کے لئے یہ صاف اور روشن راہ ہے کہ ایسے وقت میں خدا نے مجھے مبعوث فرمایا جب کہ قرآن شریف کی لکھی ہوئی تمام علامتیں میرے ظہور کے لئے ظاہر ہو چکی ہیں۔

آپؑ اپنے دعویٰ کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں وہ شخص ہوں جو عین وقت پر ظاہر ہوا۔ کیا زمین پر کوئی ایسا انسان زندہ ہے جو نشان نمائی میں میرا مقابلہ کر کے مجھ پر غالب آ سکے۔ مجھے اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اب تک دو لاکھ سے زیادہ میرے ہاتھ پر نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور دس ہزار کے قریب لوگوں نے پیغمبر ﷺ کو خواب میں دیکھا اور آپؐ نے میری تصدیق کی۔

سچی بات یہی ہے کہ مسیح موعود کا کام یہی ہے کہ وہ لڑائیوں کے سلسلے کو بند کرے اور قلم، دعا، توجہ سے اسلام کا بول بالا کرے گا۔ افسوس ہے کہ لوگوں کو یہ بات سمجھ نہیں آتی اور جس قدر توجہ دنیا کی طرف ہے دین کی طرف نہیں۔ دنیا کی آلودگیوں اور ناپاکیوں میں مبتلا ہو کر یہ امید کیونکر کر سکتے ہیں کہ ان پر قرآن کریم کے معارف کھلیں۔ میرے آنے کی غرض اور مقصود صرف اسلام کی تجدید اور تائید ہے۔ آنحضرت ﷺ پر شریعت اور نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے لیکن آنحضرت ﷺ کی برکات اور فیوض اور قرآن شریف کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کا خاتمہ نہیں ہوا۔ مسلمانوں کے تنزل اور کم زوری کے دور میں خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا میں اس کی حمایت اور سرپرستی کروں۔

مخالفین کی دریدہ دہنی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اس بات کا افسوس نہیں کہ میرا نام دجال اور کذاب رکھا جاتا ہے اور مجھ پر تہمتیں لگائی جاتی ہیں۔ ضرور تھا کہ میرے ساتھ وہی سلوک ہوتا جو پہلے فرستادوں کے ساتھ ہوا۔ میں نے تو ان مصائب اور شدائد کا کچھ بھی حصہ نہیں پایا جو ہمارے سید و مولیٰ ﷺ کی راہ میں آئیں۔

میں نے پورے طور پر اس طریق کو پیش کیا ہے جو اسلام کو کامیاب اور دوسرے مذاہب پر غالب کرنے والا ہے۔ اگر تم مجھے خدا تعالیٰ کی قسم پر اور ان نشانات کو جو اس نے میری تائید میں ظاہر کئے دیکھ کر بھی مجھے کذاب اور مفتری کہتے ہو تو پھر میں تمہیں خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ ایسے مفتری کی نظیر پیش کرو کہ جس کی خدا تعالیٰ تائید و نصرت کرتا جاوے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں صادق ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر مقدمہ اور ہر بلا میں مجھے نصرت دیتا ہے اور اس نے لاکھوں انسانوں کے دل میں میری محبت ڈال دی ہے۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ جو انوار و برکات اس وقت آسمان سے اتر رہے ہیں وہ ان کی قدر کریں اور اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کہ وقت پر ان کی دستگیری ہوئی۔ میں بڑے زور سے اور پورے یقین اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دوسرے مذاہب کو مٹا دے اور اسلام کو غلبہ اور قوت دے۔

اگر میں آنحضرت ﷺ کی امت نہ ہوتا اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے۔ تو پھر بھی میں کبھی شرفِ مکالمہ ومخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہوگئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں۔

حضور انور نے فرمایا کہ خدا کرے کہ دنیا میں بسنے والے لوگ خاص طور پر مسلمان اس حقیقت اور آپ کے دعویٰ کو سمجھنے والے ہوں اور جلد وہ مسیح و مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ جائیں۔

خطبہ کے آخر میں حضور انور نے پاکستان اور الجزائر کے احمدیوں کے لئے دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان میں ہر روز کوئی نہ کوئی واقعہ ہو جاتا ہے اسی طرح الجزائر میں بھی حکومت کے بعض اہلکاروں کی نیت نیک نہیں لگ رہی۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے ہر ملک میں ہر احمدی کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ احمدیوں کو بھی توجہ کرنی چاہئے کہ وہ پہلے سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی طرف جھکیں اور حقوق العباد ادا کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 9، 16، 23، 30 مارچ 2021ء)

## استحکامِ خلافت کے لئے دعائیں کریں

’’صالح بنو اور دعاؤں میں لگے رہو تا کہ یہ خلافت کا انعام تم میں ہمیشہ جاری رہے۔... اس زمانے کی قدر کو پہچانو اور اپنے پیچھے آنے والوں کے لئے نیک نمونہ چھوڑو تا کہ بعد کی نسلیں تمہیں محبت اور فخر کے ساتھ یاد کریں اور تمہیں احمدیت کے معماروں میں یاد کریں نہ کہ خانہ خرابوں میں۔ ...استحکامِ خلافت کے لئے دعائیں کریں تا کہ خلافت کے برکات آپ میں ہمیشہ قائم رہیں۔ ہر احمدی کو اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھتے ہوئے دعاؤں کے ذریعہ سے ان فضلوں کو سمیٹنا چاہئے۔ ...اپنے بزرگوں کی اس قربانی کو یاد کریں اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ انہوں نے جو قیام اور استحکام خلافت کے لئے بھی بہت قربانیاں دیں۔‘‘

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 5 جولائی 2005ء)

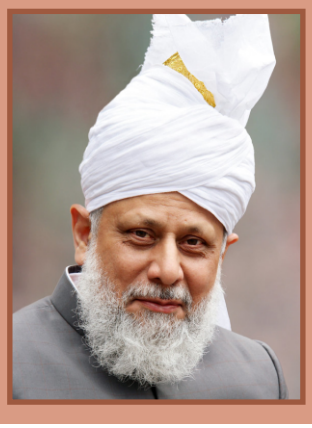

# سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

## گزشتہ سال کے خطبہ جمعۃ الوداع فرمودہ 22 مئی 2020ء سے چند اقتباس

### خدا تعالیٰ کے آگے جھکنے کی ضرورت

پس اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے جو ہمیں ہر وقت مانگنا چاہئے اور اس کے آگے جھکنا چاہئے۔ آج کل ہم جس حالت سے گزر رہے ہیں اس میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کے آگے جھکنے کی ضرورت ہے۔ یو کے سے بھی رپورٹیں آ رہی ہیں اور باقی ممالک سے بھی یہ رپورٹس آ رہی ہیں کہ ان حالات میں احبابِ جماعت کو اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے کی بہت توجہ پیدا ہوئی ہے۔ لاک ڈاؤن کی وجہ سے گھروں میں خاص طور پر گھر والے مل کر نماز باجماعت کا اہتمام کرتے ہیں۔ درس و تدریس بھی ہوتا ہے۔ کسی نہ کسی کتاب، حدیث اور قرآن کا درس بھی ہوتا ہے جس سے بڑوں کا علم بھی بڑھ رہا ہے اور بچوں کو بھی دینی علم سے آگاہی ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا کہ اس عرصے میں رمضان بھی آ گیا اور لوگوں کی عبادت کی طرف جو توجہ پیدا ہو رہی تھی اس میں پہلے سے بڑھ کر اضافہ ہوا۔ اب یہ رمضان تو ختم ہو رہا ہے۔

### کووڈ-19 کی عالمی وباء

کووڈ-19 کی خطرناک عالمی وباء سے بچنے کے اور حفاظتی اقدامات کے لئے حکومتیں جو ہدایات اور احکامات جاری کرتی ہیں ان پر پوری طرح سے عمل کرنے کے بارہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

میں یہ کہنا چاہوں گا۔ ... جو حکومت نے شرائط لگائی ہیں ان پر ہر احمدی کو کاربند ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔

### رمضان کی نیکیوں کو جاری و ساری رکھنے کی تلقین

رمضان کے مہینے کا گزر جانا کسی احمدی کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور جو نیکیاں انہوں نے اپنائی تھیں انہیں ختم کرنے والا یا ان میں کمی کرنے والا نہ بنائے بلکہ ان نیکیوں کو اور باجماعت نمازوں کو جب تک مسجد میں جانے پر پابندی ہے، گھروں میں جاری رکھنا اور جب مسجد جانے کی اجازت مل جائے گی تو مسجد کو آباد رکھنا اپنے پر پہلے سے بڑھ کر فرض کریں۔ عورتیں گھروں میں نمازوں کا خاص اہتمام کریں تا کہ بچے بھی اپنے سامنے نمونے دیکھنے والے ہوں۔ ان کا بھی خدا تعالیٰ پر ایمان اور یقین بڑھے۔ گھروں میں درس و تدریس کا چند منٹ کے لئے سلسلہ جاری رہے تا کہ دینی علم بھی بڑھے اور علم و معرفت بھی بڑھے۔ اسی طرح ایم ٹی اے کے پروگراموں کو دیکھنے کی طرف بھی توجہ رکھیں۔

رمضان کے بعد ان نیکیوں کو ہم میں سے کسی کو نہیں بھولنا چاہئے بلکہ جاری رکھنا چاہئے۔ کبھی کسی احمدی کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کا عہد کرتا ہے اپنے عہدِ بیعت کو بھولنا نہیں چاہئے۔ مومن کا یہ کام نہیں کہ کبھی ان لوگوں میں شامل ہو جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مشکل میں گرفتار ہوں تو اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتے ہیں، اس کی پناہ میں آنے کی کوشش کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں، اسے پکارتے ہیں اور جب تکلیف دور ہو جائے تو خدا تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔

### بہت دعاؤں کی ضرورت

آج کل لوگ اس تلاش میں ہیں کہ یہ کورونا وائرس کی بیماری طبعی حادثہ ہے یا عذابِ الٰہی ہے۔ اس قسم کی آفات اور وبائیں جو آتی ہیں ان میں ایک مومن کا کام ہے کہ پہلے سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی طرف جھکے۔ صرف اسی کی تلاش میں نہ رہے کہ یہ کیا چیز ہے؟ اور یہ زمانہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بے شمار وعدے ہیں جو پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے۔ اگر کوئی انذاری پہلو رکھنے والی باتیں ہیں تو سب سے پہلے ایک مومن کا کام ہے کہ لرزاں و ترساں ہو۔ خوفزدہ ہو اور اپنے ایمان و ایقان کو مضبوط کرے۔ اپنے اچھے انجام کے لئے دعا کرے۔ اصل چیز یہی ہے کہ انجام بخیر ہو۔

میں نے کئی مرتبہ بتایا ہے کہ یہ آفات اور طوفان اور بلائیں جو اس زمانہ میں آ رہی ہیں ان کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے خاص تعلق ہے۔ پس ہمیں اپنے ایمان و ایقان اور انجام بخیر کے لئے بھی بہت دعائیں کرنی چاہئیں اور دنیا کے بچانے کے لئے بھی دعائیں کرنی چاہئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس وقت بھی جب اللہ تعالیٰ نے طاعون کو نشان

کے طور پر ظاہر ہونے کی آپؑ کو واضح خبر دی تھی بے چین ہو ہو کر دنیا کے لئے دعا کیا کرتے تھے۔ بند دروازوں کے پیچھے سے آپ کی دعاؤں کی حالت کو سننے والے بیان کرتے ہیں کہ اس طرح شدتِ گریہ کی آوازیں آ رہی ہوتی تھیں جیسے کہ آگ پر رکھی ہوئی ہنڈیا میں پانی کے ابلنے کی آوازیں آتی ہیں کہ انسانیت کو اللہ تعالیٰ بچالے۔

(ماخوذ از خدا تعالیٰ دنیا کی ہدایت کے لئے ہمیشہ نبی مبعوث فرماتا ہے، انوار العلوم۔ جلد 18، صفحہ 514)

ان وباؤں کے اثرات کو دیکھنے والی جو اصل چیز ہے وہ یہ ہے کہ اس سے عمومی طور پر دنیاداروں پر کیا اثر ہو رہا ہے۔ دنیاداروں کے تو ہوش و حواس گم ہو رہے ہیں اور ہوتے ہیں اور آج کل یہ دنیا میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح ان کی حالت ہو چکی ہے۔ نہ صرف لوگوں کی بلکہ بڑی بڑی حکومتوں کی، بڑے بڑے پہاڑوں کی، حکومتیں جو اپنے آپ کو پہاڑوں کی طرح مضبوط سمجھتی ہیں۔ ان بڑی بڑی مضبوط حکومتوں کی معیشتیں اور نظام درہم برہم ہو گئے ہیں اور اس کے اثر سے اپنے عوام کی توجہ پھیرنے کے لئے جو کوشش وہ کر رہے ہیں وہ اور بھی زیادہ خطرناک ہے۔ وہ اُن کو جنگ اور معیشت کی مزید تباہی میں دھکیل دے گی۔ پس جب تک یہ لوگ اپنے اندر ایسی تبدیلی پیدا نہیں کریں گے جس سے فسادوں کی کیفیت دور نہ ہو تو ایک کے بعد دوسری تباہی میں یہ لوگ خود ڈوبتے چلے جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہی فرمایا ہے کہ مسلمان ہونا یا مذہبی غلطیوں کا نہ ہونا یا مذہبی غلطیوں کا جو مؤاخذہ ہے یہ تو قیامت کے دن ہے، اللہ تعالیٰ اس وقت دیکھے گا لیکن فتنہ و فساد اور حقوق غصب کرنا اور خدا کے بندوں کا استہزاء کرنا یہ بے چین کرنے والی تباہیاں لاتا ہے۔

(ماخوذ از کشتی نوح۔ روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 5)

## اپنی حالتوں کو پاک بنائیں

بہرحال ہمارا کام دعا کرنا اور دنیا کو سمجھانا اور اپنی حالتوں کو پاک بنانا ہے۔

ان دنوں میں جو خاص توجہ پیدا ہوئی ہوئی ہے اسے اب قائم رکھیں اور خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائیں کیونکہ دنیا کی تباہی کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف جب دنیا کی نظر ہوگی، توجہ ہوگی، حقوق کی ادائیگی کی طرف جب نظر ہوگی تو پھر لوگ جماعت کی طرف ہی دیکھیں گے، پھر احمدی ہی ہوں گے جو دنیا کی صحیح راہنمائی کر سکیں گے لیکن اس سے پہلے ہمیں درد کے ساتھ یہ دعا کرنی چاہئے کہ وہ نوبت ہی نہ آئے جب دنیا اس حد تک آگے چلی جائے کہ وہاں سے روشنی اور امن کی طرف آنے کے راستے ہی بند ہو جائیں۔ اس سے پہلے ہی لوگوں کی نظر اس طرف پھر جائے۔ پس ہمیں دعاؤں کے ساتھ اپنے نمونے بھی دکھانے کی ضرورت ہے، دنیا کو بتانے کی ضرورت ہے کہ ایک دوسرے کے حق ادا کر کے ہی تم اللہ تعالیٰ کے رحم کو حاصل کر سکتے ہو اور خدا تعالیٰ جو واحد خدا ہے، اس کا رحم حاصل کئے بغیر نہ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے ہماری کوشش کامیاب ہو سکتی ہے اور نہ مرنے کے بعد انجام بخیر ہو سکتا ہے۔

## رمضان کا ماحول

پس ایک دنیا کا ماحول جو عمومی طور پر اس وباء کی وجہ سے بنا ہوا ہے اور ایک رمضان کا ماحول اب ہمیں ہمیشہ اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانے والا بنا رہنا چاہئے۔ رمضان تو کل یا پرسوں چلا جائے گا، ختم ہو جائے گا لیکن اس کی نیکیاں ہمیں ہمیشہ اپنے اندر رکھنی چاہئیں۔ وہ پاک تبدیلیاں جو ہم نے کی ہیں وہ ہمیشہ اپنے اندر رکھنی چاہئیں۔

اس رمضان کا یہ آخری جمعہ ہے اس رمضان میں جو نیک کام ہم سے ہوئے یا جو تبدیلیاں ہم نے پیدا کی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جاری رکھنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے اور یہ دعائیں بھی ہمارے حق میں قبول فرمائے۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن ۔ 12 جون 2020ء، صفحہ 5-9)

## خلافت

خورشید جو بجھا تو طلوعِ قمر ہوا
روشن خدا کے نور سے یوں ہر نگر ہوا

تکمیلِ فرض کرکے چلا خلد کو جو ایک
تو دوسرا ستارا نویدِ سحر ہوا

احمدؐ تیری دعا سے ہم خوش نصیب ہیں
جب غم ملا کوئی تو کوئی چارہ گر ہوا

نہ مشکلوں کا ڈر، نہ اندھیروں کا خوف ہے
نورِ خدا یہ جب سے میرا ہمسفر ہوا

آساں ہیں راستے اور منزل ہے زیرِ پا
جب راہنما خلیفۂ راشد خضر ہوا

یک جہتی ارتقا کہ خلافت کے دم سے ہے
برکت سے جس کی حق کا شجر سبز تر ہوا

دیکھو اے مومنو کہ خلافت کے فیض سے
سر دین کا بلند بہ رشک و فخر ہوا

احمدؐ کے گلستاں پہ ہمیشہ رہے بہار
یہ آبِ مصطفیٰؐ سے بابرگ و ثمر ہوا

''سجدے کا اذن دے مجھے تا جوَر کیا''
قدموں میں تیرے خاک ہوا تو معتبر ہوا

(مکرم ڈاکٹر مہدی علی شہید)

(مہدی دوراں کا خادم نام بھی مہدی ترا، صفحہ 119-120)

قسط 16

# دعوت الیٰ اللہ میں حکمت کے تقاضے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

حق کے ساتھ حق کی طرف بلانے میں ایک بڑا نمایاں اور واضح پیغام یہ ہے کہ تمہیں بلانے کے لئے جتنے حقوق دیئے گئے ہیں اور جو دائرہ کار تمہارا مقرر کیا گیا ہے اس سے آگے بڑھ کر تمہیں بلانے کا اختیار نہیں ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّمَآ اَنۡتَ مُذَکِّرٌ o لَسۡتَ عَلَیۡہِمۡ بِمُصَیۡطِرٍ o (سورۃ الغاشیہ 88:22-23)

تجھے ہم نے بکثرت نصیحت کرنے والا اور بڑے زور کے ساتھ نصیحت کرنے والا مقرر کیا ہے ایسا نصیحت کرنے والا جو بالآخر مجسم ذکرِ الٰہی بن جاتا ہے لیکن داروغہ نہیں بنایا۔ تجھے یہ حق نہیں دیا کہ جو لوگ نہ سننا چاہیں ان کو زبردستی سنائے، جو قبول نہ کرنا چاہیں، زبردستی ان کے دلوں میں بات داخل کرنے کی کوشش کرے۔ اِلَّا مَنۡ تَوَلّٰی وَ کَفَرَ (سورۃ الغاشیہ 88:24) تیری تذکیر کے بعد جو شخص بھی پیٹھ پھیرے گا اور انکار کرے گا۔ فَیُعَذِّبُہُ اللّٰہُ الۡعَذَابَ الۡاَکۡبَرَ (سورۃ الغاشیہ 88:25) پھر اللہ کا کام ہے اس کو عذاب دینا اور وہ عذاب اکبر میں اسے مبتلا کرے گا۔ میں تجھے یہ حق نہیں دیتا کہ تو ان کے لئے عذاب کا سامان کرے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کو کسی جگہ بھی عذاب دینے والا بیان نہیں فرمایا۔ ہاں رحمۃ للعالمین قرار دیا ہے۔

پس حق کے ساتھ نصیحت کرنے کے ایک یہ معنی ہوئے کہ اگر کوئی شخص نصیحت کو سن کر پیٹھ پھیر لیتا ہے یا سننے سے انکار کر دیتا ہے، تو اس کے ساتھ زبردستی نہیں کرنی، اس کی مرضی کے خلاف اس کو کھینچ کر لانے کی کوشش نہیں کرنی، اسے پیغام دینا ہے اور پیغام اس طرح دینا ہے جیسا کہ حق کا تقاضا ہے۔

(خطباتِ طاہرؒ۔ جلد 2، صفحہ 205-206)

شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ کینیڈا

# خلافتِ حقّہ

مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب، نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

امّتِ محمّدیہ میں خلافتِ راشدہ وہ نعمتِ عظمیٰ ہے جو اقوامِ عالم میں پھیلی ہوئی نبی کی جماعت کو مساوات کی فلسفیانہ بحثوں اور جمہوریّت کے بگڑے ہوئے نظریات کی دھند سے نکال کر انتخاب کے میدانِ تقویٰ و نور میں مرضیٔ و رضائے الٰہی کے سائبان تلے لا کھڑا کرتی ہے۔ پھر تائیدِ الٰہی اور رضائے باری تعالیٰ منتخب فرد کو اپنے حصار میں لے کر خلیفۃ اللہ اور ہر صاحبِ ایمان کا محبوب، آقا اور مطاع بنا دیتی ہے۔ اور خلافت الہامِ الٰہی، تائیدِ خداوندی اور خداداد بصیرت سے ایمانِ متبعین کو جلا بخشتی ہے، اُس آبشار کی طرح جو بلندیوں سے اُتر کر کشتِ ویراں کو زندگی کا پیام دیتی ہے۔

خلافت، مومنوں کے لئے خدا تعالیٰ کی وہ عطا ہے جو سرزمینِ قلوب کو انوارِ نبوّت اور برکاتِ رسالت سے فیضیاب کر کے انہیں حیاتِ جاودانی عطا کرتی ہے۔ لَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا وہ پھر اس میں ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے۔

خلافتِ حقّہ کے بارہ میں مختلف زاویہ ہائے نگاہ سے متعدّد مضامین لکھے، پڑھے، دوہرائے اور شائع کئے گئے۔ یہ سلسلہ جاری ہے اور جاری بھی رہے گا کیونکہ سلسلۂ خلافت بھی تا قیامت جاری ہے، اس کے ساتھ ساتھ اس کا فیض بھی رواں دواں ہے اور اس کے ذریعہ برکات و انوارِ نبوّت کا انعکاس بھی ہمیشہ کے لئے درخشندہ و تاباں ہے۔

یہی وجہ تھی کہ حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت کے مبلّغین کو اور دیگر صاحبِ علم لوگوں کو یہ نصیحت فرمائی تھی کہ وہ خلافت کے مقام، حقیقت، اہمیّت، عظمت اور برکات کو بار بار جماعت کے سامنے پیش کرتے رہا کریں۔ چنانچہ آپؓ نے فرمایا:

’’مبلّغین اور واعظین کے ذریعہ بار بار جماعتوں کے کانوں میں یہ آواز پڑتی رہے کہ پانچ روپے کیا، پانچ ہزار روپیہ کیا، پانچ لاکھ روپیہ کیا، پانچ ارب روپیہ کیا، اگر ساری دنیا کی جانیں بھی خلیفہ کے ایک حکم کے آگے قربان کر دی جاتی ہیں تو وہ بے حقیقت اور نا قابلِ ذکر چیز ہیں۔ ... اگر یہ باتیں ہر مرد، ہر عورت، ہر بچے، ہر بوڑھے کے ذہن نشین کی جائیں اور ان کے دلوں پر ان کا نقش کیا جائے تو وہ ٹھوکریں جو عدمِ علم کی وجہ سے لوگ کھاتے ہیں کیوں کھائیں۔ ... پس سب سے اہم ذمہ داری علماء پر عائد ہوتی ہے۔ ... ہماری جماعت کے علماء لوگوں کو تیار کر سکتے ہیں اور دوسرے لوگ بھی جن کو خدا تعالیٰ نے علم و فہم بخشا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی خشیّت اپنے دلوں میں رکھتے ہیں اور الٰہی محبّت کے حاصل کرنے کی خواہش اپنے قلوب میں پاتے ہیں لوگوں کو اس رنگ میں تیار کر سکتے ہیں اور ان کے اعمال کی اصلاح میں حصّہ لے سکتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی نظر میں خلیفۂ وقت کے نائب قرار پا سکتے ہیں۔‘‘

(تعلیم العقائد والاعمال پر خطبات، صفحہ 65 از حضرت المصلح الموعودؓ مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانیؓ)

دیگر مومنوں کی طرح خلافت کے ساتھ فطرتی محبت، عقیدت اور فدائیت کا رشتہ تو تھا ہی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ بالا ارشاد کی تعمیل میں اپنے حصّہ کے فرض کی ادائیگی کے طور پر خلافت کی برکات کے بارہ میں چند حقیقتیں قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہیں۔

امّت میں خلافتِ راشدہ کے ظہور کے ساتھ ہی جو عظیم الشان اور حقیقت افروز واقعہ رونما ہوا۔ اس نے خلافت کی حقیقت، اہمیّت اور برکتوں کو اتنی وضاحت بخشی کہ اس کی صداقت اور اس کے منجانب اللہ ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ رہی۔ اس ایک واقعہ نے عظمتِ خلافت کو اس قدر روشن کر دیا کہ ماحول سے شرک کی گھٹائیں دور ہو گئیں اور دین میں بظاہر کمزوری اور خوف کے تمام بادل چھٹ گئے۔

اس واقعہ سے ثابت ہو گیا کہ جس طرح مقامِ نبوّت پر فائز شخص پر دنیا کی کوئی طاقت غالب نہیں آ سکتی اسی طرح مسندِ خلافت پر متمکّن وجود نا قابلِ تسخیر ہوتا ہے۔ جس طرح خدا تعالیٰ کا نبی اس کی صفات کا مظہرِ کامل ہوتا ہے اسی طرح خلیفۂ وقت کے وجود میں بھی دنیا خدا تعالیٰ کی صفات کے جلوے مشاہدہ کرتی ہے۔

وہ واقعہ یہ تھا کہ پیارے آقا، سردارِ دو جہاں، سیّدِ وُلدِ آدم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے آخری علالت میں شام کے ایک علاقہ اُبنٰی میں (جو مؤتہ کے قریب تھا) بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر لشکر کشی کا حکم دیا اور ایک فوج کی تیاری کا ارشاد فرمایا اور اس کی سپہ سالاری حضرت اسامہ

بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کی۔ ابھی یہ لشکر روانہ نہیں ہوا تھا کہ پیارے آقا ﷺ خدا کے حضور حاضر ہوگئے۔ پیارے آقا و مطاع کی وفات ہر مسلمان کے لئے گہرے غم کا موجب تھی، اپنے محبوب کی جدائی کے صدمہ سے روحیں گھائل اور جگر چھلنی تھے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے وصال کی خبر جب اکناف میں پھیلی تو عرب کے بعض قبائل کے ساتھ عیسائی اور یہودی قبائل بھی دلیر ہو گئے۔ شام کے سرحدی قبائل بنو قضاعہ میں سے بھی بعض ارتداد کی اس آندھی میں گم گشتہ راہ ہوگئے تھے۔ اسی طرح عرب کے مختلف اطراف سے اور مدینہ کے قرب و جوار سے خبریں موصول ہونے لگیں کہ بعض قبائل زکوٰۃ و صدقات کی ادائیگی سے منکر ہو رہے ہیں اور بعض مرتد ہوکر بغاوتیں اور یورشیں کرنے لگے ہیں اور ان کی طرف سے جارحانہ حملوں کا امکان ہے۔ مدینہ ہر طرف سے شدید خطرہ میں ہے۔ دشمنانِ اسلام، اسلام کو صفحۂ ہستی سے نابود کرنے کے لئے اپنی تلواروں اور نیزوں کو آب دے رہے تھے۔ ان حالات میں اسلام کے بارہ میں دشمنوں کا تصوّر تھا کہ یہ

''چراغِ سحر ہے، بجھا چاہتا ہے''

گویا عناد، ارتداد اور مخالفت کے طوفان میں اسلام اس بے بس ڈوبتے ہوئے چھوٹے سے جزیرے کی طرح دکھائی دیتا تھا جو بپھرے ہوئے سمندر میں یکے بعد دیگرے لہروں کو جذب کرتا ہے اور دیکھنے والے کے لئے یہ منظر پیش کرتا ہے کہ وہ چند لمحوں میں سمندر میں غرق ہوکر رہ جائے گا۔ علاّمہ ابنِ خلدونؒ نے اسلام کی اس حالت کو ایک بکری کی مثال دیتے ہوئے لکھا ہے۔

''اَلْمُسْلِمُوْنَ كَالْغَنَمِ فِي اللَّيْلَةِ الْمُمْطِرَةِ لِقِلَّتِهِمْ وَ كَثْرَةِ عُدُوِّهِمْ وَ اِظْلَامِ الْجَوِّ بِفَقْدِ نَبِيِّهِمْ''

(تاریخ ابن الخلدون۔ باب خبر السقیفہ و ابن اثیر ذکر انفاذ جیش اسامۃ بن زیدؓ)

کہ اپنی قلّتِ تعداد اور کثرت دشمن کی وجہ سے اپنے نبیؐ کی وفات کے باعث مسلمانوں کی حالت ایسی تھی جیسے طوفانِ بادو باراں والی شبِ تیرہ وتار میں بکریوں کا ریوڑ ہو۔

اس انتہائی خوفناک حالت میں خدا تعالیٰ نے اپنا وعدہ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (اور ہم ان کے خوف کو امن کی حالت میں بدل دیں گے) پورا کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفۃ الرسولؐ اور امیر المومنین کی خلعت عطا کی۔ یہ پہلا خلیفۃ الرسولؐ عزم کی چٹان اور استقلال کی آہنی دیوار بن کر اس کفر و ارتداد کے طوفان کے مقابل کھڑا ہوگیا۔

خلیفۂ اوّلؓ کے حضور اس قسم کی تجاویز پیش ہونے لگیں کہ ان حالات میں اگر اکابر صحابہؓ اور چوٹی کے جانباز مدینہ سے باہر ہوں تو دفاعی اعتبار سے مدینہ انتہائی کمزور رہ جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان مشوروں پر خلیفۃ الرسولؐ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توحید خداوندی اور اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے لئے غیرت سے بھر کر، توکّل علی اللہ کی چٹان پر قائم ہوکر، کمال اعتماد کے ساتھ فرمایا:

''وَاللّٰهِ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَوْ جَرَّتِ الْكِلَابُ بِاَرْجُلِ اَزْوَاجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا اَرُدُّ جَيْشًا وَجَّهَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَا حَلَلْتُ لِوَاءً عَقَّدَهُ۔''

(زرقانی، ابن سعد والسیرۃ الحلبیہ سریۃ اسامۃ بن زیدؓ)

کہ اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اگر کتّے رسول اللہ ﷺ کی ازواجؓ کی ٹانگیں بھی کھینچتے پھریں تو بھی میں اس لشکر کو نہیں روکوں گا جس کی روانگی کا حکم رسول اللہ ﷺ نے جاری فرمایا تھا اور نہ ہی اس جھنڈے کو کھولوں گا جو رسول اللہ ﷺ نے خود باندھا تھا۔

اس لشکر کی روانگی کی ضرورت ظاہر کرنے کے لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں عام طرز پر بھی بات کر سکتے تھے مگر خاص طور پر ازواجِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرنا لازماً خاص حالات کے پیشِ نظر انتہائی غیرت کے اظہار کی نشاندہی کرتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں امّت کو یہ سبق دیا تھا کہ احکامِ رسولؐ کے نفاذ کے لئے اور ارشادِ رسولؐ کی تعمیل کے لئے ایک مؤمن کے اندر دنیا کے ہر عزیز ترین رشتہ سے بھی زیادہ غیرت ہونی ضروری ہے۔ اس کا تقدّس اس کی ہر متاعِ عزیز اور ہر عزّت کے تعلق سے زیادہ مقدّس ہے۔

الغرض آپؓ نے آنحضرت ﷺ کے حکم کو کماحقّہٗ قائم رکھا اور نافذ فرمایا اور جو صحابہؓ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں شامل تھے انہیں واپس جُرف کے مقام پر جاکر لشکر میں شامل ہونے کا ارشاد فرمایا۔ آپؓ نے فرمایا کہ ہر وہ شخص جو پہلے اسامہؓ کے لشکر میں شامل تھا اور اسے رسول اللہ ﷺ نے اس میں شامل ہونے کا ارشاد فرمایا تھا، وہ ہرگز پیچھے نہ رہے اور نہ ہی میں اسے پیچھے رہنے کی اجازت دوں گا۔ اسے خواہ پیدل بھی جانا پڑے وہ ضرور ساتھ جائے گا۔ (زرقانی سریۃ اسامۃ بن زیدؓ)

لشکر ایک بار پھر تیّار ہوگیا۔ بعض صحابہؓ نے حالات کی نزاکت کے باعث پھر مشورہ دیا کہ فی الحال اس لشکر کو روک لیا جائے۔ لوگوں کی رائے لے کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؓ کے پاس حاضر ہوئے تو آپؓ نے پھر اسی آہنی عزم کے ساتھ ارشاد فرمایا:

''لَوْ خَطَفَتْنِيَ الْكِلَابُ وَ الذِّئَابُ لَأَنْفَذْتُهُ كَمَا أَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَاأَرُدُّ قَضَاءً قَضٰى بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَوْ لَمْ يَبْقَ فِي الْقُرٰى غَيْرِيْ لَأَنْفَذْتُهُ۔'' (ابن اثیر ذکر انفاذ جیش اسامۃ بن زیدؓ)

کہ اگر کتّے اور بھیڑیئے مجھے گھسیٹتے بھی پھریں تو بھی میں اس لشکر کو رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کے مطابق بھجوا کر رہوں گا۔ اور میں رسول اللہ ﷺ کا جاری فرمودہ

فیصلہ نافذ کر کے رہوں گا۔ ہاں اگر بستیوں میں میرے سوا کوئی بھی باقی نہ رہے تو بھی میں اس فیصلہ کو نافذ کروں گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس عزمِ راسخ اور حتمی فیصلہ نے جہاں باغیوں اور مرتدّوں پر ایک رعب قائم کر دیا کہ اگر ان حالات میں بھی ایک عظیم لشکر مدینہ سے باہر جا سکتا ہے تو مدینہ میں لازماً طاقتور انتظام موجود ہوگا۔ وہاں ہر شخص پر ابتدائے خلافت میں ہی خلیفۃ الرّسولؐ کے اولوالعزم بلند مقام کی حقیقت کھل گئی۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا: ''اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمِ اقْتَدَیْتُمِ اھْتَدَیْتُمْ'' کہ میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں۔ کسی ایک کی بھی پیروی کرو تو راہِ ہدایت حاصل کر سکتے ہو۔

کتنا عظیم مقام ہے صحابہ رضوان اللہ علیہم کا! کہ ہدایت کے لئے بڑے سے بڑے بزرگ کو بھی انہی کے دَر سے راہنمائی ملتی ہے۔ گویا چودہ صدیوں کے کُل اولیاء اللہ اور مجدّدین صحابہؓ کے خادم اور مقتدی ہیں اور ادھر کل صحابہؓ دربارِ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سرِ تسلیم خم کئے نظر آتے ہیں خلیفۂ وقت کے سامنے۔ یعنی تمام صحابہؓ خادم، مقتدی اور مطیع ہیں خلیفۂ وقت کے۔

وہ عظیم الشان وجود، نورِ بصیرت سے معمور صحابہ کرامؓ جن کے ارادوں سے سنگلاخ چٹانیں بھی موم ہو گئیں۔ جن کی ایک نظر چلتے قافلوں کا رُخ بدل دیتی تھی۔ جن کا ایک فیصلہ حکومتوں کی کایا پلٹ دیتا تھا۔ جن کا سر بڑی بڑی سلطنتوں کے صاحبِ جبروت بادشاہوں اور شہنشاہوں کے سامنے بھی عظمت کی وجہ سے اٹھا ہوتا تھا۔ آج ان تمام کا سر خلیفۂ وقت کے سامنے جھکا نظر آتا ہے۔ سب کے ارادے، سب کی آراء خلیفۂ وقت کے فیصلہ اور عزم کے سامنے ایک تابع اور مطیع کی رائے کے سوا کوئی اور حیثیت نہیں رکھتیں۔ وہی صحابہؓ جن کا قول تمام اُمّتِ مسلمہ کے لئے مشعلِ راہ ہے، خلیفۂ وقت کا قول ان سب صحابہ کے قول پر فائق، اَولیٰ اور واجب العمل ہے۔ ... وہی صحابہ، اگر ان میں سے کسی ایک کے نمونہ کو اپنایا جائے تو ہدایت مل جاتی ہے۔... یہ تمام ہدایت حاصل کرنے والے ہیں خلیفۂ وقت سے... بہرحال اس واقعہ نے اُمّتِ مسلمہ پر واضح کر دیا کہ:

1: اللہ تعالیٰ کے نبی کے بعد دنیا میں سب سے بڑا موحّد اور سب سے بڑا متوکّل باللہ انسان خلیفۂ راشد ہوتا ہے۔

2: نبی کے بعد اس کا خلیفہ اسی کے ظلّ میں ویسی ہی عظمتِ شان رکھتا ہے اور اس کے شاملِ حال بھی وہی تائیدِ الٰہی ہوتی ہے جو نبی کے ساتھ ہوتی ہے۔

3: وہ نبی کے بعد مومنوں کا غیر مشروط طور پر واجب الاطاعت امام، مُطاع اور آقا ہے۔

4: بلا شرکتِ غیر امّتِ محمدیہ کا راہنما وہی ایک وجود ہے۔

5: وہ شریعت اور احکام و تعلیمات شریعت کا پاسبان ہے۔ وہ نبی کے احکام کو نہ تو خود ٹالنے والا ہے نہ ہی کسی کو ٹالنے کی اجازت دینے والا ہے۔ بلکہ وہ ہر حال میں ان کو پورا کرنے والا ہے۔

اسی نوع کے اور بیسیوں دریچے ہیں جو منصب و نظامِ خلافت کے وسیع و عریض آنگن میں کھلتے ہیں۔ لیکن حق یہ ہے کہ اس کا ہر زاویہ ہی دلکش اور دلنشین ہے۔

## خلافت اور ہماری ذمّہ داریاں

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ میں یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ منتخب خلیفہ اپنے انتخاب کے وقت لوگوں کی بیعت لینے سے قبل یہ قسم کھاتا ہے کہ:

''میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں خلافتِ احمدیہ پر ایمان رکھتا ہوں اور میں ان لوگوں کو جو خلافتِ احمدیہ کے خلاف ہیں باطل پر سمجھتا ہوں اور میں خلافتِ احمدیہ کو قیامت تک جاری رکھنے کے لئے پوری کوشش کروں گا اور اسلام کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے انتہائی کوشش کرتا رہوں گا اور میں ہر غریب اور امیر احمدی کے حقوق کا خیال رکھوں گا اور قرآنِ شریف اور حدیث کے علوم کی ترویج کے لئے جماعت کے مردوں اور عورتوں میں ذاتی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی کوشاں رہوں گا۔''

جب اللہ تعالیٰ اسے قائم فرماتا ہے تو گویہ عہد بظاہر خلیفۃ المسیح دوہراتا ہے لیکن دراصل اس عہد کا ہر پہلو ہر احمدی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جو خلیفۂ وقت کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے۔ وہ اپنی بیعت کے ساتھ خلافت کا جزو بنتا ہے۔ لہٰذا اس پر یہ تمام ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جو اس عہد میں بھی مذکور ہیں۔ نیز خلیفۂ وقت کی طرف سے جو بھی منصوبہ یا ہدایت، تحریک یا نصیحت، تعلیم یا وصیّت جاری ہو اس پر عمل کرنا اس کی بیعت کے اوّلین تقاضوں میں سے ہے اور اس کی زندگی کی اہم ترین ترجیحات میں سے ہے۔

خلافتِ حقّہ سے وابستہ جماعتِ مومنین کی ذمّہ داریاں کیا ہیں؟ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ سورۃ النّور کی آیات 55، 56 پیش فرما کر جماعت کو توجّہ دلاتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اللہ کی اطاعت اور رسول کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور بتایا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی صرف یہ ذمہ داری ہے کہ وہ کھول کر الٰہی احکام اور شریعت کے ارشادات کو دنیا کے سامنے پیش کریں اور مومنوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان احکام کی بجا آوری میں اطاعت کا کامل نمونہ دکھاویں۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ دیا کہ اگر تم کامل اطاعت کا نمونہ دکھلاؤ گے تو ان راہوں کی طرف تمہیں ہدایت دی جائے گی جن پر چل کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور یہ بھی وعدہ دیا گیا کہ اگر کامل اطاعت کا نمونہ دکھاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری بشری کمزوریوں کے پیشِ نظر خلافتِ حقّہ کا نظام تم

میں جاری کرے گا اور ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کا تعلق پختہ اور کامل طور پر اپنے ربّ سے ہوگا۔ وہ اپنے اور تمہارے ربّ کے منشاء کے مطابق تمہاری رہنمائی کرتے رہیں گے اور تمہیں سہارا دیتے رہیں گے۔ تمہاری غفلتوں، سستیوں اور کوتاہیوں کو دور کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے اور ان اعمال کی طرف راہنمائی کرتے رہیں گے جو حالاتِ حاضرہ کا تقاضا ہوں۔''

(خطاب برموقع سالانہ اجتماع انصار اللہ مرکزیہ ربوہ اکتوبر 1968ء بحوالہ حیاتِ ناصرؒ صفحہ 605)

جماعت کو خلافت کے گرانقدر انعام کے تقاضوں کو پورا کرنے اور اس سے متعلقہ ذمّہ داریاں نبھانے کی طرف توجّہ دلاتے ہوئے، سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہٗ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''اس زمانہ کی قدر کو پہچانو اور اپنے پیچھے آنے والوں کے لئے نیک نمونہ چھوڑو تا کہ بعد کی نسلیں تمہیں محبت اور فخر کے ساتھ یاد کریں، اور تمہیں احمدیت کے معماروں میں یاد کریں نہ کہ خانہ خرابوں میں۔''

فرمایا:

''خلیفہ کے مقابل پر کوئی شخص بھی چاہے وہ کتنا ہی عالم ہو، کم حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ جماعت کی رہنمائی اور بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ خلیفہ سے ایسے الفاظ نکلوا دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہوں۔ پس ہر ایک احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ جیسا کہ پہلے بھی ذکر آچکا ہے کہ لغویات اور فضولیات میں نہ پڑیں اور استحکامِ خلافت کے لئے دعائیں کریں تا کہ خلافت کی برکات آپ میں ہمیشہ قائم رہیں۔'' (روزنامہ الفضل ربوہ۔5/جولائی 2005ء)

خدا تعالیٰ کی نعمتوں اور انعامات کی شکرگزاری اس کے بندوں پر لازم ہے۔ جماعت میں خدا تعالیٰ کی اس جاری نعمت کی شکرگزاری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہٗ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''یہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر بہت بڑا احسان ہے اور اس کی نعمت ہے جس کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے اور یہ شکر ہی ہے جو اس نعمت کو مزید بڑھاتا چلا جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ....''اگر تم شکرگزار بنے رہو تو میں اور بھی زیادہ دوں گا۔ اس نعمت کے جو افضال ہیں ان سے میں تمہیں بھرتا چلا جاؤں گا۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ۔5/جولائی 2005ء)

حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جماعت کو اس کی ذمّہ داریوں کی طرف توجّہ دلاتے ہوئے نصیحت فرماتے ہیں:

''اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوّت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافتِ حقّہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو۔'' (روزنامہ الفضل ربوہ۔20/مئی 1959ء)

نیز حضورؓ نے جماعت کو ایک عزم دے کر باور کرایا کہ خلافت ہر فردِ جماعت کی عزیز سے عزیز ترین چیز سے بھی قیمتی، اعلیٰ اور ارفع ہے جس کے لئے ہر احمدی ہر وقت ہر قربانی کے لئے تیار ہو۔ آپؓ فرماتے ہیں:

''خلافت زندہ رہے اور اس کے گرد جان دینے کے لئے ہر مومن آمادہ کھڑا ہو''۔

(تاریخ احمدیت۔ جلد 10، صفحہ 723)

صد سالہ خلافت جوبلی کے موقع پر ایک اہم پیغام دیتے ہوئے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہٗ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''اے مسیحِ محمدی کے پیارو! آج اس مسیح نے جو امانت تمہارے سپرد کی ہے، اللہ تعالیٰ کے مومنین سے کئے گئے وعدہ سے فیض اٹھانے کے لئے اس امانت کی حفاظت کرو۔ اپنے عمل سے اس کی حفاظت کرو، اپنی دعاؤں کے ساتھ اس کی حفاظت کرو، اپنی دعاؤں کے ساتھ اس انعام کو نئی صدی میں داخل کرو تا کہ پھر ان قربانیوں کی وجہ سے جو تمہارے آباء و اجداد نے کیں، ان قربانیوں کی وجہ سے جو تم نے کیں اس کو نئے پھل لگتے جائیں۔ اپنے بڑوں کے پھینکے ہوئے بیج کے پھل تم نے کھائے، اب ایسے کھیت تیار کرو اور دعاؤں سے ان کی ایسی آبیاری کرو کہ اس کے شیریں پھل آئندہ خلافت کی صدی میں تمہاری نسلیں بھی کھائیں اور یہی خلافت کی صدی کو الوداع کہنے اور نئی صدی کے استقبال کا صحیح طریق ہے۔''

(خطاب 29/جولائی 2007ء جلسہ سالانہ یوکے)

## ہمارا عہد

حقیقت یہ ہے کہ خلافت ضمانت ہے اسلام کی ترقی اور غلبہ کی۔ خلافت ضمانت ہے شریعت کے احکام کی اشاعت کی۔ خلافت ضمانت ہے ہر مومن کی انفرادی و اجتماعی بقاء کی۔ خلافت ضمانت ہے جماعت میں الفت و اتحاد کی اور عکّاس ہے جملہ انوار و برکاتِ نبوّت کی۔ لہٰذا ہم آج اپنے جسم و روح کے قیام سے اسی طرح عزم و حمد کے ساتھ عہد کرتے ہیں جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 24/جنوری 1960ء کو جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر جماعت کے تمام افراد کو کھڑا کر کے ان سے یہ عہد لیا تھا کہ:

''ہم نظامِ خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخر دم تک جدّ و جہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک خلافتِ احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ۔16/فروری 1960ء)

(باقی صفحہ 37)

# مقام خلافت کی عظمت واہمیت

مکرم ظہیر احمد طاہر صاحب، نائب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی

مخلوق خدا کی ہدایت کے لئے انبیاء کے سلسلہ کا جاری ہونا اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے جو اُس نے اپنے بندوں پر فرمایا۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد اُن کے فیوض وبرکات کی اشاعت وترویج کے لئے خلافت راشدہ ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ اسلامی تعلیم کی رُو سے خلافت ورثہ میں نہیں ملتی۔ بلکہ یہ وہ عطائے ربّانی ہے جو حقیقی ایمان رکھنے والے اور صالح اعمال بجالانے والے مومنوں میں سے کسی کو ملتی ہے۔ یہ مقدس امانت نبی کی وفات کے بعد بظاہر انتخاب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس وجود کے سپرد کی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں اِس کا سب سے زیادہ اہل ہوتا ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: تم میرے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ کی پیروی کرنا کیونکہ وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی ایسی طویل رسّی ہیں جو اُسے تھام لے گا تو وہ ایک مضبوط اور کبھی نہ ٹوٹنے والے کڑے کو پکڑ لے گا۔

(ازالۃ الخفاء، صفحہ 64۔ بحوالہ ماہنامہ الفرقان ربوہ۔ جولائی 1958ء، صفحہ 16)

اس حدیث میں رسول کریم ﷺ نے اپنے بعد مومنوں کے انتخاب سے منتخب ہونے والے خلفاء کو عروۂ وثقیٰ قرار دے کر یہ واضح فرمایا ہے کہ بظاہر مومنوں کے انتخاب سے منتخب ہونے والے خلفاء دراصل مشیتِ الٰہی کے آئینہ دار ہوتے ہیں اور انہیں ہر آن الٰہی نصرت اور تائید حاصل ہوتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اور دعا اور مشورہ کے بعد جو بھی فیصلہ کرتے یا قدم اُٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس کو ساحلِ مراد تک پہنچاتا اور شیریں ثمرات سے مثمر فرماتا ہے۔ اس بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف واولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔''

(شہادت القرآن۔ روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 353)

قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''الغرض خلافت کا نظام ایک نہایت ہی نادر اور عجیب وغریب نظام ہے جو اپنی روح میں تو جمہوریت کے قریب تر ہے مگر ظاہری صورت میں ڈکٹیٹرشپ سے زیادہ قریب ہے۔ مگر وہ حقیقی فرق جو خلافت کو دنیا کے جملہ نظاموں سے بالکل جدا اور ممتاز کر دیتا ہے وہ اس کا دینی منصب ہے۔ خلیفہ ایک انتظامی افسر ہی نہیں ہوتا بلکہ نبی کا قائم مقام ہونے کی وجہ سے اسے ایک روحانی مقام بھی حاصل ہوتا ہے۔ وہ نبی کی جماعت کی روحانی اور دینی تربیت کا نگران ہوتا ہے اور لوگوں کے لئے اسے عملی نمونہ بننا پڑتا ہے اور اس کی سنت سند قرار پاتی ہے۔ (ابوداؤد کتاب السنہ) پس منصب خلافت کا یہ پہلو نہ صرف اسے دوسرے تمام نظاموں سے ممتاز کر دیتا ہے بلکہ اس قسم کے روحانی نظام میں میعادی تقرر کا سوال ہی نہیں اٹھ سکتا۔''

(سلسلہ احمدیہ، جلد اوّل، صفحہ 302-303 (alislam.org/urdu/book/303-302)

اطاعت کے لئے خلافت کی عظمت واہمیت کا جاننا بہت ضروری ہے۔ خلافت وہ حبل اللہ ہے جو ہمیں خدا تعالیٰ سے ملانے کا اہم ترین ذریعہ ہے۔ خلافت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑا انعام ہے۔ خلافت جماعتِ مومنین کو ہر تفرقہ اور فساد سے بچاتی ہے اور ان میں اتحاد و یکجہتی قائم رکھتی ہے۔ اس مقام پر فائز ہونے والا وجود خدا تعالیٰ کے جلال اور اقبال کا پَرتَو ہوتا ہے۔ خلافت وہ شجرۂ طیبہ ہے جس کے ساتھ وابستہ رہنے سے ہی ہم سرسبز و شاداب رہ سکتے ہیں اور جو اس سے جدا ہوتا ہے وہ خشک اور بے ثمر شاخ بن کر رہ جاتا ہے جو کاٹ پھینکنے کے لائق ہے۔ ایمان کی ترقی اور اعمال کی قبولیت کے لئے بھی خلافت سے وابستہ رہنا ناگزیر ہے۔ خلیفہ وقت کو اللہ تعالیٰ

کی طرف سے قبولیت دعا کا نشان دیا جاتا ہے اور اس کے انفاخِ قدسیہ اور انفاسِ روحانیہ سے بہتوں کو روحانی اور جسمانی بیماریوں سے شفاء ملتی ہے۔

اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

۞ میں خود حضرت ابوبکرؓ کے پاس چل کر گیا اور ان کی بیعت کی اور میں نے پوری جانفشانی کے ساتھ ان کا ہاتھ بٹایا یہاں تک کہ باطل کا منہ پھیر دیا اور وہ بھاگ کھڑا ہوا اور اللہ کا کلمہ بلند ہو گیا۔

(منار الھدیٰ۔ شیخ علی البحرانی مطبع گزار حسنی بمبئی، 1320 ھجری، صفحہ 373)

۞ حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کہتے ہیں کہ ہماری نظروں میں ابوبکرؓ سب سے زیادہ خلافت کے حقدار ہیں وہ غار میں رسولؐ اللہ کے ساتھی ہیں۔ آپ کو رسولؐ اللہ نے اپنی زندگی میں نماز کے لئے امام مقرر کیا تھا۔

(شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید۔ دار احیاء التراث العربی، 1385 ھجری، جلد 1، صفحہ 50)

۞ حضرت عبداللہ بن سعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میں علم کا شہر ہوں۔ ابوبکرؓ اس کی بنیاد، عمرؓ اس کی دیواریں، عثمانؓ اس کی چھت اور علیؓ اس کا دروازہ ہے۔

(الفردوس بماثور الخطاب۔ ابوشجاع شیرویہ۔ دار الکتب العلمیہ بیروت، طبع اوّل 1986ء، جلد اوّل، حدیث نمبر 105، صفحہ 43)

خلیفۂ وقت چونکہ خدا کے مقدس نبی کا قائمقام اور جانشین ہوتا ہے اس لئے وہ نبی کی روحانی تاثیرات اور قوتِ قدسیہ کا مظہر کامل ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد اپنے پہلے خطبہ میں امت کو خلافت کی اہمیت سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

''کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک خلیفہ مقرر فرمایا ہے تا کہ اس کے ذریعہ تمہارے اندر الفت پیدا کرے اور تمہارے اتحاد کو مضبوط اور محکم بنائے۔''

(دائرۃ المعارف۔ مطبوعہ مصر، جلد 3، صفحہ 758۔ بحوالہ ماہنامہ الفرقان ربوہ۔ اگست 1956ء، صفحہ 4)

پس خلیفۂ وقت کا وجود امت کے اتحاد، یکجہتی اور ترقی کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ ایک مضبوط مرکز ہوتا ہے۔ جس کے گرد نظام سلسلہ کے بے شمار پروگرام اور منصوبے گردش کرتے ہیں اور قومی اجتماعیت اور استحکام کے لئے وہ ایک سنگِ میل ہوتا ہے۔ وہ ایک مینارِ نور اور قبلہ ہوتا ہے جسے دیکھ کر قوم کا ہر فرد اپنی سوچ کا قبلہ درست کرتا ہے۔ اس کی مضبوطی قوم کی مضبوطی ہوتی ہے۔ خلافت کے استحکام سے قوم اور جماعت کا استحکام وابستہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے امام کو ڈھال قرار دیا ہے اور اپنے ماننے والوں کو نصیحت فرمائی ہے کہ جب تک امام کے پیچھے پیچھے چلتے رہو گے اور اطاعت کا جوا اپنی گردنوں پر سجائے رکھو گے تو کامیابی اور کامرانی تمہارا مقدر بنے گی اور تم رشد و ہدایت سے ہمکنار ہوتے رہو گے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

۞ امام تو ایک ڈھال ہے۔ جس کے پیچھے ہو کر لڑا جاتا ہے اور جس کے ذریعہ بچا جاتا ہے۔

(صحیح البخاری. کتاب الجهاد والسیر، بَاب يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَاءِ الْاِمَامِ وَيُتَّقَى بِهٖ)

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کی وحدت کو توڑنے اور ان کی جماعت میں تفرقہ ڈالنے والے شخص کو بہت ناپسند فرمایا ہے اور اپنے ماننے والوں کو ایسے شخص سے مکمل قطع تعلق کا حکم دیا ہے:

۞ حضرت عرفجہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص تمہارے پاس آئے۔ تم ایک شخص پر متفق ہو اور وہ تمہارا عصا توڑنا چاہے یا تمہاری جماعت میں تفرقہ پیدا کرنا چاہے تو اسے قتل کر دو۔ (قتل کے معنے مکمل قطع تعلق کے بھی ہو سکتے ہیں۔)

(صحیح مسلم. کتاب الامارة. بَاب: حُكْمُ مَنْ فَرَّقَ أَمْرَ الْمُسْلِمِينَ وَهُوَ مُجْتَمِعٌ)

اسی حقیقت کے پیش نظر ایک بار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے عرض کیا تھا کہ:

''کہ بخدا اگر آپ کو گزند پہنچا تو اسلام کا نظام باقی نہ رہے گا۔'' (تاریخ کامل ابن اثیر۔ جلد 2، صفحہ 177)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپؓ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ:

''اللہ کی قسم! اگر آپ کو صدمہ پہنچ گیا تو پھر اسلام کا نظام کبھی قائم نہ رہ سکے گا۔'' (تاریخ الخلفاء، صفحہ 52)

حضرت شاہ محمد اسماعیل صاحب شہیدؒ، (24 اکتوبر 1786ء۔ 6 مئی 1831ء) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے پوتے اور حضرت سید احمد بریلویؒ کے دست راست تھے۔ آپ ایک جید اور متبحر عالم تھے۔ آپ کو سیف و قلم دونوں سے اسلام کی شاندار خدمات کی توفیق ملی۔ آپ نے اپنی کتاب ''منصب امامت'' میں بڑی تفصیل کے ساتھ خلافت کے مقام کو واضح کیا ہے اور بڑے ہی لطیف پیرایہ میں خلافت کی عظمت و شان بیان کی ہے۔ آپؒ خلیفۂ راشد اور باقی صلحاء میں نسبت بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ:

۞ ''امام، رسول کے سعادت مند فرزند کی مانند ہے۔ باقی تمام اکابر امت و بزرگان ملت ملازموں اور

خدمتگاروں اور جاں نثار غلاموں کی مانند ہیں۔ پس جس طرح تمام اکابرِ سلطنت وارکانِ مملکت کے لئے شہزادۂ والا قدر کی تعظیم ضروری اور اس سے توسّل موجبِ سعادت ہے اِسی طرح اس سے مقابلہ کرنا شقاوت کی علامت اور اس پر مفاخرت کا اظہار بدانجامی پر دلالت کرتا ہے۔ ایسا ہی ہر صاحب کمال کے حضور میں تواضع اور تذلل سعادت دارین کا باعث ہے۔ اور اس کے حضور میں اپنے علم وکمال کو کچھ سمجھ بیٹھنا دونوں جہان کی شقاوت ہے۔ اس کے ساتھ یگانگی رکھنا رسول سے یگانگی ہے اَور اس سے بیگانگی رسول سے بیگانگی کے مترادف ہے۔''

(منصب امامت۔ مطبع حاجی حنیف اینڈ سنز لاہور، 2008ء، صفحہ 110)

خلافت راشدہ کے بابرکت دور میں اسلام کو جو عروج وکمال حاصل ہوا، اُس کا تذکرہ ایک مضمون میں بیان کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ ذیل میں اُن فتنوں اور سازشوں کا مختصر ذکر کیا جا رہا ہے جنہوں نے خلافت راشدہ کے آغاز ہی میں سر اُٹھایا اور پھر عظمتِ خلافت کی بدولت جھاگ کی طرح بیٹھ گئیں۔ آنحضور ﷺ کے وصال کے ساتھ ہی پورے عرب میں ارتداد کی ایک ایسی لہر اُٹھی، جس نے پورے جزیرہ نما کو اپنی لپیٹ میں لے لیا جس سے مسلمانوں کی وحدت شدید خطرے میں پڑ گئی۔ جیسا کہ ایک شیعہ بزرگ سیّد امیر علی صاحب اپنی کتاب (History of the Saracens) جس کا اردو ترجمہ ''تاریخ اسلام'' کے نام سے شائع ہوا ہے، میں لکھتے ہیں:

۞ ''جونہی آنحضرتؐ کے وصال کی اطلاع عرب کے دور دراز علاقوں میں پہنچی تو بغاوت کی آگ پھر سے بھڑک اُٹھی۔ مسلمانوں کو اس صورت حال سے بڑی تشویش ہوئی۔ بعض قبیلے جنہوں نے بت پرستی کو حال ہی میں ترک کیا تھا، پھر سے بری عادتوں میں گرفتار ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی ہی میں لوگ نبوت کے جھوٹے دعوے کر چکے تھے، اب ان لوگوں نے مسلمانوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی مدت میں اسلام تقریباً مدینہ کی حدود میں سمٹ کر رہ گیا۔ ایک مرتبہ پھر ایک شہر کو سارے جزیرہ نما کی فوجوں سے لڑنا تھا۔''

(تاریخ اسلام۔ الفیصل، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور، چوتھا باب، صفحہ 28)

گویا ارتداد کی اس خوفناک لہر نے ایک بار تو قصرِ اسلام کو لرزہ براندام کر دیا تھا۔ ابن اثیر نے اُس وقت کے حالات کا نقشہ یوں کھینچا ہے:۔ ''زمین کو گویا آگ لگ گئی تھی۔'' اس ہولناک فتنہ کے درج ذیل مکروہ رُخ تھے:۔

۞ منافقین نے امت مسلمہ کی شیرازہ بندی کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔

۞ جھوٹے مدعیان نبوت نے اسلام کے قصر عالی شان کی جڑوں پر تبر رکھ دیا۔

۞ منکرین زکوٰۃ نے بغاوت کا پرچم بلند کر دیا۔

یوں لگتا تھا کہ یہ خوفناک فتنے شوکت اسلام کو پامال کر کے رکھ دیں گے مگر خدائے ذوالجلال نے اپنے وعدہ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ (سورۃ النور 24:56) کے مطابق خلافت کے ذریعہ دین اسلام کو پھر سے استحکام، تمکنت اور عظمت سے ہمکنار کر دیا۔ اُس نے اپنے خلیفۂ برحق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غیر معمولی عزم وحوصلہ عطا فرمایا۔ جس کے آگے یہ تاریک بادل اور ہولناک فتنے دیکھتے ہی دیکھتے دھویں کی طرح غائب ہو گئے اور آندھی کی صورت اُٹھنے والے بگولے، گرد کی صورت بیٹھ گئے۔

اور کاروانِ اسلام پوری شوکت کے ساتھ پھر ترقی کی منازل طے کرنے لگا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ یہاں عظمت وشوکت خلافت کی اہمیت کو چار چاند لگانے والا وہ واقعہ بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جب اپنی آخری علالت کے دوران حضور نبی مکرم، سیّد ولد آدم، حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کو یہ خبر ملی کہ شام کا بدبخت اور ناعاقبت اندیش بادشاہ اپنی طاقت کے نشے میں سرشار، مست ہاتھی کی طرح مدینہ پر لشکر کشی کرنے اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے فوجی تیاریاں کر رہا ہے۔ آنحضور ﷺ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کی سپہ سالاری میں ایک اسلامی فوج تیار کرنے کا ارشاد فرمایا۔ ابھی یہ لشکر تیاری کے مراحل طے کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول ﷺ کی روح پرفتوح اپنے ربّ کے حضور حاضر ہو گئی۔ حضور نبی پاک ﷺ کی وفات جماعت مومنین کے لئے کسی قیامت سے کم نہ تھی، صحابہ غم کے مارے نڈھال تھے۔ ان کی روحیں گھائل اور جگر چھلنی تھے اور اس پر مستزاد یہ کہ قبائل عرب تک حضور ﷺ کی وفات کی خبر پہنچی تو ان میں سے کئی نومسلم قبائل جن کو ہنوز حلاوت ایمانی پوری طرح نصیب نہ ہوئی تھی اور جن کی تربیت میں ابھی بہت کمی تھی۔ اُن میں سے بعض ارتداد کی راہ اختیار کرنے لگے۔ دشمنانِ اسلام پہلے ہی اسلام کے نوخیز پودے کو جڑوں سے اکھاڑنے کے دَرپے تھے اُنہوں نے بھی اس موقع کو غنیمت جانا، وہ بھی بڑے زور وشور کے ساتھ اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی تیاریاں کرنے لگے۔ ایسے حالات میں گویا عناد، ارتداد اور مخالفت کا ایک طوفان بدتمیزی ہر طرف موجزن تھا جو اسلام کی ہچکولے کھاتی ناؤ کو اپنے ساتھ بہا لے جانا چاہتا تھا۔ علّامہ ابنِ خلدونؒ ان

حالات کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتے ہیں:

یعنی اپنی قلّتِ تعداد اور کثرت دشمن کی وجہ سے اپنے نبیؐ کی وفات کے باعث مسلمانوں کی حالت ایسی تھی جیسے طوفانِ بادو باراں والی شبِ تیرہ وتار میں بکریوں کا ریوڑ ہو۔

(تاریخ ابن الخلدون۔ باب خبرالسقیفہ وابن اثیر ذکر انفاذ جیش اسامۃ بن زیدؓ۔ جلد2،صفحہ56)

ان پرآشوب حالات میں جب کہ مسلمانوں پر خوف کا عالم طاری تھا خدا تعالیٰ نے اپنا وعدہ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْناً (سورۃ النور 56:24) ''اوران کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔'' بڑی شان کے ساتھ پورا کیا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ الرسول اور امیر المومنین کی خلعت عطا فرما کر اس بظاہر ہچکولے کھاتی اور ڈوبتی ہوئی ناؤ کو اپنے ہاتھ سے سہارا دیا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفر وارتداد کے اس طوفان اور شام کے اُس غرور کے پتلے حکمران کے سامنے عزم واستقلال کی ایسی پرعزم چٹان بن گئے کہ جو بھی طوفان بدتمیزی آپ کے سامنے آیا وہ جھاگ کی مانند آپ ہی آپ بیٹھ گیا۔آپؓ کے عزم صمیم اور کمال دور اندیشی کے سبب دشمن اپنے منصوبوں میں ناکام ونامراد اور خائب وخاسر ہوکر رہ گیا اور اسلام کا یہ قافلہ بڑی قوت اور شان کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوگیا۔

دوسری طرف بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ، وہ عظیم المرتبت جری صحابہ، جن میں عظیم الشان سپہ سالار بھی شامل تھے کہ جن کی ہیبت سے ایک زمانہ کانپتا تھا۔جن کے مصمّم ارادوں کے آگے چٹانیں بھی موم ہوجایا کرتی تھیں۔ان نازک حالات سے خوفزدہ تھے۔ان کی طاقتوں کو اُن کے آقا ومطاع ﷺ کی جدائی کے صدمہ نے مضمحل کردیا تھا۔وہ بدلتے ہوئے حالات کو دنیا کی نظر سے دیکھ رہے تھے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ، خلیفۃ الرسولؐ کو یہ مشورہ دے رہے تھے کہ جنگی مہارت رکھنے والے تمام افراد اگر شام کی طرف چلے گئے، تو دشمن حالات کا فائدہ اٹھا کر مدینہ پر حملہ کرسکتا ہے اور اسلام کا شیرازہ بکھر سکتا ہے۔مگر خلعت خلافت کے امین، خدا سے تائید یافتہ خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خداداد بصیرت اور تائید خداوندی پر کامل توکل کرتے ہوئے فرمایا:

اگر کتے اور بھیڑیئے مجھے گھسیٹتے بھی پھریں تو بھی میں اس لشکر کو رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کے مطابق بھجوا کر رہوں گا اور میں رسول اللہ ﷺ کا جاری کردہ فیصلہ نافذ کرکے رہوں گا۔ہاں اگر بستیوں میں میرے سوا کوئی بھی باقی نہ رہے تو بھی میں اس فیصلہ کو نافذ کروں گا۔

(ابن اثیر ذکر انفاذ جیش اسامۃ بن زیدؓ۔بحوالہ خلافت روشنی صبح ازل کی،صفحہ 6)

ایک اور روایت کے مطابق آپؓ نے فرمایا:

''اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔اگر کتے ازواج نبی ﷺ کے پاؤں تک آجائیں تو میں اس لشکر کو واپس نہیں بلا سکتا جسے رسول اللہ ﷺ نے خود روانہ کیا ہے اور نہ میں اس جھنڈے کی گرہ کھول سکتا ہوں۔''

(تاریخ الخلفاء۔دارابن حزم للطباعۃ النشر والتوزیع۔ بیروت لبنان۔الطّبعۃ الاُولی 1424ھجری۔2003ء،صفحہ 61)

اور پھر وہ لشکر باوجود انتہائی نامساعد حالات کے روانہ ہوکر رہا۔صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عالی مقام اور بلند مرتبہ سے کون واقف نہیں! جن کو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (سورۃ التوبۃ 100:9) ''اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اس سے راضی ہوگئے۔'' کا آسمانی خطاب ملا۔رسول خدا ﷺ نے اُن کے بارہ میں یہ فرما کر کہ اَصْحَابِی كَالنُّجُومِ بِاَيِّهِمِ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی پیروی کروگے، راہ ہدایت پاجاؤ گے، صحابہ کرامؓ کی بلند شان اور عالی مرتبہ کو بہت واضح فرمایا دیا ہے۔

ان حالات میں ایک طرف نور بصیرت رکھنے والے ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرامؓ ہیں، جن کے سینے علم قرآن سے منور اور حُبِّ رسول کی دولت سے مالا مال ہیں۔جن میں سے ہر ایک مینارۂ نور اور آسمان ہدایت کا روشن ستارہ ہے، جن کی صحبت میں خدا یاد آتا ہے۔اس مرتبہ اور شان کے حامل صحابہؓ دربار خلافت میں !!دربارِ ابوبکرؓ میں سر جھکائے کھڑے ہیں۔آج دربارِ خلافت میں اُن سب کے ارادے، ان سب کی سوچیں، ان سب کی تجویزیں اور آراء، ان سب کی فہم وفراست اور ان کا رعب ودبدبہ، خلیفہ وقت کے فیصلہ اور عزم کے سامنے کچھ حیثیت نہ رکھتا تھا۔وہ سب عجز وانکسار کا پیکر بن گئے۔وہ جو دوسروں کے لئے ہدایت کا سامان کرنے والے تھے اب خلیفۂ وقت کے سامنے علم وہدایت کے لئے شاگردانِ رشید بن گئے۔ یہ ہے نظام خلافت، یہ ہے شان خلافت اور یہ ہے مقام خلافت!

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خلیفۂ وقت کی کامل اطاعت وفرمانبرداری کا وہ اعلیٰ نمونہ پیش کیا جو رہتی دنیا تک تمام امت کے لئے اپنی مثال آپ بن گیا۔چنانچہ آئندہ پیش آنے والے حالات وواقعات نے ثابت کردیا کہ خلیفۂ وقت کی طرف سے کیا گیا فیصلہ ہی صحیح فیصلہ تھا اور خدا تعالیٰ کی تائید اُس کے ساتھ تھی۔اس واقعہ نے

امت مسلمہ پر خلیفۂ راشد کی عظمت وشان عیاں کردی کیونکہ اگر حضرت اسامہؓ کا لشکر روک لیا جاتا تو احکام رسولؐ کو ٹالنے کی ایک راہ خدانخواستہ نکل سکتی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتہائی نامساعد حالات میں یہ فیصلہ کیا اور پھر خدا تعالیٰ کی تائید نے جس طرح عملی طور پر اسے درست فیصلہ ثابت کردیا اُس سے صحابہؓ کا ہی نہیں آج تک اُمت کے ہر فرد کا خلافت پر ایمان ویقین مضبوط ہوگیا۔

آپؓ کے اس مدبرانہ فیصلہ کی وجہ سے اور بہت سارے فوائد کے ساتھ ساتھ سب سے بڑا فائدہ اسلامی لشکر کو روانہ کرنے کے بعد یہ ہوا کہ دشمنوں نے جب یہ دیکھا کہ ایسے خطرناک حالات میں ایک لشکر روانہ کیا گیا ہے تو ضرور مسلمانوں کے پاس ایک بہت بڑی فوج مدینہ میں بھی موجود ہے۔ خلافت کی برکت سے دشمن مرعوب ہوگیا۔ اُس کے حوصلے پست ہوگئے اور اُسے مدینہ پر حملہ کرنے کا منحوس فیصلہ تبدیل کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا اور اُس کے تمام بدعزائم خاک میں مل گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد صحابہؓ سے خطاب کرتے ہوئے مقام خلافت کی عظمت واہمیت کو ان الفاظ میں اجاگر فرمایا:

۞ اللہ تعالیٰ نے رسولؐ اللہ کے ذریعہ تمہیں ضلالت اور تفرقہ سے نکالا اور تمہارے دلوں میں الفت قائم کی۔ پھر اللہ نے تم پر ایک خلیفہ مقرر کیا تا کہ تمہارے دلوں میں الفت ومحبت قائم رکھے اور تمہارے مقصود کو غلبہ عطا کرے

(دائرہ المعارف القرآن الرابع عشر محمد فرید وجدی، جلد3، صفحہ 758 زیر لفظ خلف)

پس یہ خدا تعالیٰ کی اعجازی طاقت ہی تھی جس نے خوف اور فتنہ کے اس عالم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منصب خلافت پر فائز کرکے اپنی مدد اور نصرت کا ہاتھ آپ کی طرف بڑھایا اور آپ کو وہ ہمت اور استقلال بخشا کہ آپ کے عزم صمیم کے سامنے پہاڑوں جیسے خطرات، سمندر کی جھاگ ثابت ہوئے اور اسلام کا قافلہ مزید سرعت کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رَواں دَواں ہوگیا۔ اس ضمن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول کس قدر برحق ہے۔

’’حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد نفاق نے سر اٹھایا، عرب مرتد ہوگئے اور انصار نے بھی علیحدگی اختیار کرلی، اتنی مشکلیں جمع ہوگئیں کہ اگر اتنی مشکلات پہاڑ پر پڑتیں تو وہ بھی اس بار کو نہ اٹھا سکتا لیکن میرے والد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زبردست استقلال سے ہر ایک مشکل کا مقابلہ کیا اور ہر ایک کا حل نکالا۔‘‘

(تاریخ الخلفاء۔ دار ابن حزم للطباعة النشر والتوزیع - بیروت، لبنان۔ الطّبعة الأولٰی 1424ھجری۔2003ء، صفحہ 60)

اسی واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ہمارے نبی ﷺ کی وفات کے بعد ایک خطرناک زمانہ پیدا ہوگیا تھا۔ کئی فرقے عرب کے مرتد ہوگئے تھے بعض نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا تھا اور کئی جھوٹے پیغمبر کھڑے ہوگئے تھے اور ایسے وقت میں جو ایک بڑے مضبوط دل اور مستقل مزاج اور قوی الایمان اور دلاور اور بہادر خلیفہ کو چاہتا تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر کئے گئے اور ان کو خلیفہ ہوتے ہی بڑے غموں کا سامنا ہوا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ بباعث چند در چند فتنوں اور بغاوت اعراب اور کھڑے ہونے جھوٹے پیغمبروں کے میرے باپ پر جب کہ وہ خلیفہ رسول اللہ صلعم مقرر کیا گیا وہ مصیبتیں پڑیں اور وہ غم دل پر نازل ہوئے کہ اگر وہ غم کسی پہاڑ پر پڑتے تو وہ بھی گر پڑتا اور پاش پاش ہوجاتا اور زمین سے ہموار ہوجاتا۔ مگر چونکہ خدا کا یہ قانونِ قدرت ہے کہ جب خدا کے رسول کا کوئی خلیفہ اس کی موت کے بعد مقرر ہوتا ہے تو شجاعت اور ہمت اور استقلال اور فراست اور دل قوی ہونے کی رُوح اس میں پھونکی جاتی ہے جیسا کہ یشوع کی کتاب باب اوّل آیت 6 میں حضرت یشوع کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مضبوط ہو اور دلاوری کر یعنی موسیٰ تو مرگیا اَب تو مضبوط ہوجا۔ یہی حکم قضاء وقدر کے رنگ میں نہ شرعی رنگ میں حضرت ابوبکرؓ کے دل پر بھی نازل ہوا تھا تناسب اور تشابہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ابوبکر بن قحافہ اور یشوع بن نون ایک ہی شخص ہے۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن، جلد17، صفحہ 185-186)

پس نبوت کے بعد نظام خلافت کو جاری کرنا اللہ تعالیٰ کی قدیم سنت اور ربّ العالمین کا اپنے بندوں پر ایک احسان عظیم ہے کہ مَبادا وہ فیضان نبوت سے محروم ہوکر ایک بار پھر جہالت کے اندھیروں میں نہ جاپڑیں۔ انتہائی خوف کے اس عالم میں خدا تعالیٰ کی قدرت کا زبردست ہاتھ انہیں سہارا دیتا ہے اور اس گرتی ہوئی جماعت کو سنبھالتے ہوئے اس کی باگ ڈور انہی میں سے ایک ایسے شخص کے سپرد کردیتا ہے جو اُس کی نظر میں سب سے زیادہ موزوں اور اس منصبِ جلیلہ کا اہل ہوتا ہے۔ گویا نبی کی وفات کے بعد خلافت کا قائم ہونا، اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور مرضی کے تابع ہوتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے متعدد ارشادات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: جب بھی کوئی نبوت آئی اس کے بعد خلافت قائم ہوئی۔

(مجمع الزوائد . علی بن ابی ابکر الھیشمی. دارالکتاب العربی قاھرہ، بیروت ، 1407ھجری ، جلد 5، صفحہ 188)

رسول اللہ ﷺ کا ایک اور ارشاد مبارک ہے کہ:۔

مَا مِنْ نُبُوَّةٍ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ۔

(کنز العمّال. ناشر مکتبہ التراسل اسلامی، بیروت ،لبنان، جلد 11صفحہ 259)

یعنی ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔

خلافت کی اسی عظمت و اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر وعدۂ الٰہی بھی یہی ہے کہ نبوت کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا نظام ایک ناگزیر ضرورت ہے۔

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (سورۃ النور 56:24)

''انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔''

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یہ بات نہایت ضروری ہے کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس امت میں فساد اور فتنوں کے وقتوں میں ایسے مصلح آتے رہیں جن کو انبیاء کے کئی کاموں میں سے یہ ایک کام سپرد ہو کہ وہ دین حق کی طرف دعوت کریں اور ہر یک بدعت جو دین سے مل گئی ہو اس کو دور کریں اور آسمانی روشنی پاکر دین کی صداقت ہر یک پہلو سے لوگوں کو دکھاویں اور اپنے پاک نمونہ سے لوگوں کو سچائی اور محبت اور پاکیزگی کی طرف کھینچیں۔''

(شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 344-345)

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے بعد خلافتِ راشدہ کا نظام جاری فرمایا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے ذریعہ برکات رسالت و نبوت کی اشاعت کا سلسلہ قائم فرمادیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق دین حق کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کرنے اور سید الانبیاء ﷺ کے برکات و فیوض کی عالم گیر اشاعت کے لئے امام مہدی اور مسیح موعود کا ظہور ہونا مقدر تھا۔ آنحضور ﷺ نے اپنی امت کو تاکیدی ارشاد فرمایا کہ وہ مسیح و مہدی جس نے تمام ادیان پر آپ کے دین کو غالب کرنا تھا جب وہ آئے تو اُس کی بیعت کرنا۔ چنانچہ فرمان نبویؐ ہے:

''جب تم اسے دیکھو تو اس کی ضرور بیعت کرنا خواہ تمہیں برف کے تودوں پر گھٹنوں کے بل بھی جانا پڑے۔ کیونکہ وہ خدا کا خلیفہ مہدی ہوگا۔''

(سنن ابوداؤد۔ جلد 2 ،باب خروج المھدی ، مستدرک حاکم جزو 4 کتاب الفتن والملاحم، باب خروج المھدی، صفحہ 464)

اللہ تعالیٰ کی اسی تقدیر اور فیصلے کے مطابق سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ آپ نے یکم دسمبر 1888ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ بیعت لینے کا اعلان فرمایا اور اس کے بعد 12 رجنوری 1889ء کو ایک اور اشتہار کے ذریعہ شرائط بیعت کا اعلان فرمایا اور بیعت کرنے والے احباب کو 20 / مارچ کے بعد لدھیانہ پہنچے کا ارشاد فرمایا۔ 23/مارچ 1889ء وہ تاریخی دن تھا جب آپ نے حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان واقع محلّہ جدید لدھیانہ میں مخلصین سے بیعت لے کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد رکھی ۔ حضرت مولانا حکیم نورالدینؓ نے سب سے پہلے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ چالیس قدوسیوں نے پہلے روز بیعت کا شرف حاصل کیا۔ حضور علیہ السلام کے وصال ( 26 رمئی 1908ء) کے بعد رسول کریم ﷺ کے ارشاد ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ نُبُوَّةٍ۔ (مسند احمد صفحہ 273/4 و مشکوٰۃ المصابیح ۔ کتاب الرقاق، باب الانذار والتحذیر) کے مطابق 27رمئی 1908ء کو پھر سے خلافت راشدہ کا نظام قائم ہوا۔ اور مخلصین جماعت نے حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی حیثیت سے شرف بیعت حاصل کیا۔ حضرت شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ، مہدی علیہ السلام کے بعد خلافت راشدہ کے قیام اور اُس کی عظمت و اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ:

''خلیفۂ راشد وہ شخص ہے جو منصب امامت رکھتا ہو اور سیاست ایمانی کے معاملات اس سے ظاہر ہوں۔ جو اس منصب تک پہنچا ، وہی خلیفہ راشد ہے۔ خواہ زمانۂ سابق میں ظاہر ہوا خواہ موجودہ زمانہ میں ہو، خواہ اوائل اُمت میں ہو، خواہ اس کے آخر میں۔ خواہ فاطمی نسل سے ہو یا ہاشمی سے۔ خواہ نسل قصی سے ہو، خواہ نسل قریش سے۔

اس لفظ خلیفہ کو بمنزلہ لفظ خلیل اللہ، کلیم اللہ، رُوح اللہ، حبیب اللہ یا صدیق اکبر، فاروق اعظم ، ذوالنورین، مرتضیٰ، مجتبیٰ اور سید الشہداء یا ان کے مانند شمار نہ کرنا چاہئے کیونکہ ان میں سے ہر ایک لقب بزرگان دین میں سے ایک خاص بزرگ کی ذات سے خصوصیت رکھتا ہے۔ اس لقب کے اطلاق سے اسی بزرگ کی ذات تصور کی جاتی ہے اور اسی طرح یہ بھی نہ سمجھ لینا چاہیے کہ لفظ ''خلفائے راشدین'' خلفائے اربعہ کی ذات سے خصوصیت رکھتا ہے

کہ اس لفظ کے استعمال سے انہی بزرگوں کی ذات متصور ہوتی ہے۔ حَاشا وَکَلّا ! بلکہ اس لقب کو بمنزلہ ولی اللہ، مجتہد، عالم، عابد، زاہد، فقیہ، محدث، متکلم، حافظ، بادشاہ... کے تصور کرنا چاہئے ۔کیونکہ ان میں سے ہر ایک خاص منصب پر دلالت نہیں رکھتا۔ جو کوئی بھی اس صفت سے متصف اور اس منصب پر قائم ہو وہی اس لقب سے مقلب ہوسکتا ہے۔

پس جیسا کہ کبھی کبھی دریائے رحمت سے کوئی موج سر بلند ہوتی ہے اور آئمہ ہدیٰ میں سے کسی امام کو ظاہر کرتی ہے ایسا ہی اللہ کی نعمت کمال تک پہنچتی ہے تو کسی کو تختِ خلافت پر جلوہ افروز کر دیتی ہے۔ اور وہی امام اس زمانے کا خلیفۂ راشد ہے اور وہ جو حدیث میں وارد ہے کہ ’’خلافت راشدہ‘‘ کا زمانہ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تیس سال تک ہے اس کے بعد سلطنت ہوگی تو اس سے مراد یہ ہے کہ خلافت راشدہ متصل اور تواتر طریق پر تیس سال تک رہے گی۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قیام قیامت تک خلافت راشدہ کا زمانہ وہی تیس سال ہے اور بس! بلکہ حدیث مذکورہ کا مفہوم یہی ہے کہ خلافت راشدہ تیس سال گزرنے کے بعد منقطع ہوگی نہ یہ کہ اس کے بعد پھر خلافت راشدہ کبھی آ ہی نہیں سکتی! ...

اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی خلافت، خلافت راشدہ سے افضل انواع میں سے ہوگی یعنی وہ خلافت ’’منتظمہ محفوظہ‘‘ ہوگی کیونکہ اس کی تعریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

لَوْ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا یَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰہُ ذَالِکَ الْیَوْمَ حَتّٰی یَبْعَثَ اللّٰہُ فِیْہِ رَجُلًا مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یُوَطِیُٔ اسْمُہٗ اِسْمِیْ وَاِسْمُ اَبِیْہِ اِسْمُ اَبِیْ یَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّ جَوْرًا.

اگر دنیا میں سے کچھ باقی نہ رہے مگر ایک دن کہ لمبا کردے اسے اللہ تعالیٰ یہاں تک کہ اُٹھادے اللہ تعالیٰ ایک آدمی میرے اہل بیت سے میرے ہمنام اور اس کے باپ کا نام بھی میرے باپ کے ہمنام ہوگا۔ بھر جائے زمین خوبی اور انصاف سے، جیسا کہ بھری ہو ظلم اور جور سے۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اَتَاہُ اَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ اَھْلِ الْعِرَاقِ فَبَایِعُوْنَہٗ.

شام کے ابدال اور عراق کے بزرگ اس کے پاس آ کر بیعت کریں گے۔... نیز وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اَلْمَھْدِیُّ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَشْبَہُ فِی الْخُلُقِ مہدی علیہ السلام خلق میں میرے مشابہ ہوں گے۔ ... نزول نعمت الٰہی یعنی ظہور خلافت راشدہ سے کسی زمانہ میں مایوس نہ ہونا چاہئے اور اسے مجیب الدعوات سے طلب کرتے رہنا چاہئے اور اپنی دعا کی قبولیت کی امید رکھنا اور خلیفۂ راشد کی جستجو میں ہر وقت ہمت صرف کرنا چاہئے ۔ شاید کہ یہ نعمت کاملہ اسی زمانہ میں ظہور فرماوے اور خلافت راشدہ اِسی وقت جلوہ گر ہو جائے۔‘‘

(منصب امامت۔ مطبع حاجی حنیف اینڈ سنز لاہور۔ مترجم حکیم محمد حسین علوی۔ سن اشاعت 2008ء، صفحہ 116-121)

مولانا ابوالکلام آزاد (1889ء تا 1958ء) متحدہ ہندوستان کے ایک معروف عالم دین، قادر الکلام مقرر اور انشاء پرداز تھے۔ آپ نے ’’مسئلہ خلافت‘‘ کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے خلافت کے مختلف پہلوؤں پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ خلافت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

۞ ’’جس طرح شخصی واعتقادی اور عملی زندگی کیلئے مراکز قرار پائے، ضروری تھا کہ جماعتی اور ملی زندگی کے لئے بھی ایک مرکزی وجود قرار پاتا۔ لہٰذا وہ مرکز بھی قرار دے دیا گیا۔ تمام امت کو اس مرکز کے گرد بطور دائرہ کے ٹھہرایا۔ اس کی معیت، اس کی رفاقت، اس کی اطاعت، اس کی حرکت پر حرکت، اس کے سکون پر سکون۔ اس کی طلب پر لبیک، اس کی دعوت پر انفاق جان و مال، ہر مسلمان کے لیے فرض کر دیا گیا ایسا فرض جس کے بغیر وہ جاہلیت کی ظلمت سے نکل کر اسلامی زندگی کی روشنی میں نہیں آ سکتا۔ اسلام کی اصطلاح میں اسی قومی مرکز کا نام ’’خلیفہ‘‘ اور امام ہے۔ اور جب تک یہ مرکز اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا ہے یعنی کتاب وسنت کے مطابق اس کا حکم ہے، ہر مسلمان پر اس کی اطاعت واعانت اسی طرح فرض ہے جس طرح خود اللہ اور اسکے رسول کی۔‘‘

(مسئلہ خلافت۔ مکتبہ جمال لاہور، 2006ء، صفحہ 38)

## حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے چند ارشادات

آخر میں امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے چند ارشادات درج کئے جا رہے ہیں جن سے نظام خلافت کی عظمت و اہمیت واضح ہوتی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے قیام کی غرض وغایت اور اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

۞ ’’قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں

پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرتِ ثانیہ نہ ہوتو دین حق کبھی ترقی نہیں کرسکتا۔‘‘

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔23 مئی 2003ء صفحہ 1)

۞ ’’آپ میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ دعاؤں پر بہت زور دے اور اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھے اور یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھے کہ اُس کی ساری ترقیات اور کامیابیوں کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی ہے۔ وہی شخص سلسلہ کا مفید وجود بن سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو اُس کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔ جب تک آپ کی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت رہیں گی۔ اور آپ اپنے امام کے پیچھے پیچھے اُس کے اشاروں پر چلتے رہیں گے اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت آپ کو حاصل رہے گی۔‘‘

(روزنامہ الفضل ربوہ۔30 مئی 2003ء، صفحہ 2)

۞ ’’یہ خلافت کی ہی نعمت ہے جو جماعت کی جان ہے اس لئے اگر زندگی چاہتے ہیں تو خلافتِ احمدیہ کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ چمٹ جائیں، پوری طرح اس سے وابستہ ہوجائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے۔ ایسے بن جائیں کہ خلیفۂ وقت کی رضا آپ کی رضا ہوجائے۔ خلیفۂ وقت کے قدموں پر آپ کا قدم ہو اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی آپ کا مطمح نظر ہوجائے۔‘‘

(ماہنامہ خالد ربوہ۔سیدنا طاہرؒ نمبر مارچ، اپریل 2004ء، صفحہ 4)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2010ء میں لجنہ اماء اللہ پاکستان کی مجلس شوریٰ کے نام اپنے پیغام میں تحریر فرمایا:

۞ آج دنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جس کو خلافت کا بابرکت نظام عطا ہوا ہے۔ پس اس کی برکات سے دائمی حصہ پانے کے لئے، اپنی آئندہ نسلوں کو محفوظ رکھنے کے لئے خلافت کے ساتھ چمٹے رہیں۔ یہی دین ہے۔ یہی توحید ہے۔ یہی مرکزیت ہے اور اس کے ساتھ وابستگی میں خدا تعالیٰ کی رضا ہے۔ اس لیے اس نعمت کی قدر کریں۔ خدا کا شکر بجالائیں اور خلیفۂ وقت کے ساتھ ادب، احترام، اطاعت اور وفا اور اخلاص کا تعلق مضبوط تر کرتی چلی جائیں۔‘‘

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔28 جنوری 2010ء صفحہ 2)

پس خلافت راشدہ، دین اسلام کی بقا، سربلندی اور استحکام و مضبوطی کا اہم ترین ذریعہ ہے۔ جو رشد و ہدایت کی راہ اور جس کے ساتھ وابستگی میں ہی امت مسلمہ کی ترقی، کامیابی، اتحاد و یکجہتی اور بقا کا راز مضمر ہے۔

## جماعت احمدیہ کی خوبصورتی تو نظامِ جماعت ہی ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ مورخہ 23 اپریل 2010ء میں فرماتے ہیں:

’’یہ نہ سمجھو کہ یہی ہماری زندگی کا مقصد ہے کہ لہو و لعب میں پڑ جائیں، یہی ہمارے لئے سب کچھ ہے۔ ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے تمہارے میں اور غیر میں فرق ہونا چاہئے۔ اسی طرح ہر احمدی کو ہر قسم کے ظلم سے بچنے کی ضرورت ہے۔ آپس میں محبت و پیار اور بھائی چارہ کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ہر قسم کے دھوکے سے اپنے آپ کو بچانے کی ضرورت ہے۔ نظامِ جماعت کی پابندی کی ضرورت ہے۔ جماعت احمدیہ کی خوبصورتی تو نظامِ جماعت ہی ہے۔ اگر اس خوبصورتی سے دور ہٹ گئے تو ہمارے میں اور غیر میں کیا فرق رہ جائے گا۔‘‘

(خطبات مسرور۔جلد ہشتم، صفحہ 194)

پھر فرمایا:

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ تم نمازیں پڑھتے ہو وہ بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ تم روزے رکھتے ہو دوسرے مسلمان بھی روزے رکھتے ہیں۔ تم حج پر جاتے ہو دوسرے بھی حج پر جاتے ہیں۔ یا بعض صدقات بھی دیتے ہیں تو کوئی فرق ہونا چاہئے۔ ایک بڑا واضح فرق نظامِ جماعت ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ خلافت سے تو ہمارا وفا کا تعلق ہے لیکن جماعتی نظام سے اختلاف ہے۔

جماعتی نظام بھی خلافت کا بنایا ہوا نظام ہے، اگر کسی عہدیدار سے شکایت ہے تو خلیفہ وقت کو لکھا جا سکتا ہے۔ اس کی شکایت کی جا سکتی ہے۔ لیکن نظامِ جماعت کی اطاعت سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اسی طرح عہدیداروں کا بھی کام ہے کہ لوگوں کے لئے ابتلا کا سامان نہ بنیں۔ لوگوں کو ابتلا میں نہ ڈالیں اور سچی ہمدردی اور خیر خواہی سے ہر ایک سے سلوک کریں۔‘‘

(خطبات مسرور۔جلد ہشتم، صفحہ 194)

## خلافت

مکرم احمد مبارک صاحب

مجھے رستہ دکھانے کو ستارہ دُور تک پہنچا
کہیں بھٹکا نہیں آخر درِ مسرور تک پہنچا
رُخِ انور کو تکنے طالب و مطلوب سب پہنچے
ہجومِ عاشقاں پہنچا، بُتِ مغرور تک پہنچا
مئے عرفان تازہ چل رہی تھی اس کی مجلس میں
پیالہ در پیالہ مجھ دلِ مخمور تک پہنچا
زمانہ چل رہا ہے کس قدر بے سمت و بے منزل
میرے مالک تُو اُس کو وقت کے مامور تک پہنچا

# زکوٰۃ

مکرم مبارک احمد ظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال، اسلام آباد یوکے

زکوٰۃ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ قرآن کریم میں متعدد جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے نماز کو قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے وہاں زکوٰۃ کو ادا کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ لَھُمۡ اَجۡرُھُمۡ عِنۡدَ رَبِّھِمۡ ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَ لَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ۝

(سورۃ البقرۃ 278:2)

جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور نیک اور مناسب حال عمل کرتے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پاس یقیناً ان کا اجر (محفوظ) ہے اور انہیں نہ (تو) کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوا الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمۡ رٰکِعُوۡنَ ۝

(سورۃ المائدہ 56:5)

تمہارا مددگار صرف اللہ اور اس کا رسول اور وہ مومن ہیں جو نماز کو قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور (ساتھ ہی) وہ پکے موحد ہیں۔

اِنَّمَا یَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَ لَمۡ یَخۡشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰۤی اُولٰٓئِکَ اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُھۡتَدِیۡنَ ۝

(سورۃ التوبہ 18:9)

اللہ کی مسجدوں کو تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے۔ اور نمازوں کو قائم کرتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا سو قریب ہے کہ ایسے لوگ کامیابی کی طرف لے جائے جائیں۔

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلۡھِیۡھِمۡ تِجَارَۃٌ وَّ لَا بَیۡعٌ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَ اِیۡتَآءِ الزَّکٰوۃِ ۙ یَخَافُوۡنَ یَوۡمًا تَتَقَلَّبُ فِیۡہِ الۡقُلُوۡبُ وَ الۡاَبۡصَارُ ۝

(سورۃ النور 38:24)

کچھ مرد۔ جن کو اللہ کے ذکر سے اور نماز کے قائم کرنے سے اور زکوٰۃ کے دینے سے نہ تجارت اور نہ سودا بیچنا غافل کرتا ہے وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل الٹ جائیں گے اور آنکھیں پلٹ جائیں گی۔

وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ۝

(سورۃ النور 57:24)

اور تم سب نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اس رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

ھُدًی وَّرَحۡمَۃً لِّلۡمُحۡسِنِیۡنَ ۝ الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ ھُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ۝

(سورۃ لقمان 31:4-5)

(اور) اپنے فرائض کو صحیح طور پر ادا کرنے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت کا موجب ہے۔ وہ لوگ جو نماز کو (اس کی شرائط کے ساتھ) ادا کرتے ہیں اور (غریبوں اور مسکینوں کو) زکوٰۃ دیتے رہتے ہیں اور اخروی زندگی پر یقین رکھتے ہیں۔

فَاقۡرَءُوۡا مَا تَیَسَّرَ مِنۡہُ ؕ وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ اَقۡرِضُوا اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوۡا لِاَنۡفُسِکُمۡ مِّنۡ خَیۡرٍ تَجِدُوۡہُ عِنۡدَ اللّٰہِ ھُوَ خَیۡرًا وَّ اَعۡظَمَ اَجۡرًا ؕ وَاسۡتَغۡفِرُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ۝

(سورۃ المزمل 21:73)

پس قرآن میں سے جتنا میسر آئے پڑھ لیا کرو اور نمازیں شرائط کے مطابق ادا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ کو خوش کرنے کے لئے مال کا ایک اچھا ٹکڑا کاٹ کر الگ کر دیا کرو اور جو بھلائی بھی تم اپنی جانوں کے لئے آگے بھیجو گے۔ تم اس کو اللہ کے پاس اس حالت میں پالو گے کہ وہ بہتر اور اجر میں بڑھ کر ہوگی۔ اور اللہ سے استغفار کرو۔ اللہ بہت معاف کرنے والا (اور) بے حد رحم کرنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

’’سو اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ کو دے۔‘‘

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 15)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’ایک اہم چندہ جس کی طرف میں توجہ دلانی چاہتا ہوں وہ زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ کا بھی ایک نصاب ہے اور معین شرح ہے۔ عموماً اس طرف توجہ کم ہوتی ہے۔ زمینداروں کے لئے بھی جو کسی قسم کا ٹیکس نہیں دے رہے ہوتے ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اسی طرح جنہوں نے جانور وغیرہ بھیڑ، بکریاں، گائے وغیرہ پالی ہوتی ہیں ان پر بھی ایک معین تعداد سے زائد ہونے پر یا ایک معین تعداد ہونے تک زکوٰۃ ہے۔ پھر بنک میں یا کہیں بھی جو ایک معین رقم سال بھر پڑی رہے اس پر بھی زکوٰۃ ہوتی ہے۔ پھر عورتوں کے زیوروں پر زکوٰۃ ہے۔ اب ہر عورت کے پاس کچھ نہ کچھ زیور ضرور ہوتا ہے۔ اور بعض عورتیں بلکہ اکثر عورتیں جو خانہ دار خاتون ہیں، جن کی کوئی کمائی نہیں ہوتی وہ لازمی چندہ جات تو نہیں دیتیں، دوسری تحریکات میں حصہ لے لیتی ہیں۔ لیکن اگر ان کے پاس زیور ہے، اس کی بھی شرح کے لحاظ سے مختلف فقہاء نے بحث کی ہوئی ہے۔ باون تولے چاندی تک کا زیور ہے یا اس کی قیمت کے برابر اگر سونے کا زیور ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے، اور اڑھائی فی صد اس کے حساب سے زکوٰۃ دینی چاہئے اس کی قیمت کے لحاظ سے۔ اس لئے اس طرف بھی عورتوں کو خاص طور پر توجہ دینی چاہئے اور زکوٰۃ ادا کیا کریں۔ بعض جگہ یہ بھی ہے کہ کسی غریب کو پہننے کے لئے زیور دے دیا جائے تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہوتی لیکن آج کل اتنی ہمت کم لوگ کرتے ہیں کسی کو دیں کہ پتہ نہیں اس کا کیا حشر ہو۔ اس لئے چاہئے کہ جو بھی زیور ہے، چاہے خود مستقل پہنتے ہیں یا عارضی طور پر کسی غریب کو پہننے کے لئے دیتے ہیں احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اس پر زکوٰۃ ادا کر دیا کریں۔‘‘

پھر فرمایا:

’’ایک روایت میں آتا ہے حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دادا کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئی، اس کی بیٹی نے سونے کے بھاری کنگن پہنے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے اس عورت سے پوچھا کہ کیا ان کی زکوٰۃ بھی دیتی ہو؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ یارسول اللہ! تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تو پسند کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے آگ کے کنگن پہنائے؟ یہ سن کر اس عورت نے اپنی بیٹی کے ہاتھ سے کنگن اتار لئے اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ہیں، جہاں چاہیں آپؐ خرچ فرمائیں۔

(سنن ابوداؤد۔ کتاب الزکوٰۃ، باب الکفر ما ھو و زکوٰۃ الحلی)

اور دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم یہ نہ دیتیں تو آگ کے کنگن پہنائے جاتے۔

اس روایت کے بعد خاص طور پر جن پر زکوٰۃ واجب ہے ان کو توجہ دینی چاہئے۔ اور جیسا کہ میں نے کہا عورتوں پر زیادہ واجب ہوتی ہے ان کے خاوندوں کو ان کی مدد کرنی چاہئے۔‘‘

(خطباتِ مسرور۔ جلد دوم صفحہ 455-456؛ خطبہ جمعہ فرمودہ 02 جولائی 2004ء)

☆ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام جائزے لینے کے بعد چاندی اور سونے کی علیحدہ شرط مقرر فرمائی ہے جس میں 52 تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونے پر زکوٰۃ ہوگی۔ یا اس کے برابر بینک میں رکھی ہوئی رقم پر۔

☆ زکوٰۃ سو فیصد حصہ مرکزی ہوتی ہے۔ کسی جماعت کو (مرکز کی پیشگی اجازت کے بغیر) ملکی یا مقامی طور پر زکوٰۃ کی مد میں سے اپنے طور پر خرچ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

☆ کسی فرد کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی زکوٰۃ کی رقم از خود کسی مستحق کو دیدے۔ اگر کوئی فرد اپنے کسی عزیز یا جاننے والے کو زکوٰۃ میں سے کچھ دینا چاہے تو وہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تحریر کرے۔ ایسے مستحق کو مرکزی نظام کے ذریعہ ادائیگی کی جائے گی، نہ کہ ذاتی طور پر تا کہ احسان جتانے کا احتمال نہ رہے۔

☆ چندہ جات زکوٰۃ کا متبادل نہیں۔ لہٰذا جن احباب وخواتین پر زکوٰۃ کی شرائط پوری ہوتی ہوں ان کے لئے زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہے۔ جس طرح نفس کا تزکیہ نماز ہے اسی طرح مال کا تزکیہ زکوٰۃ ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ براہ کرم اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی طرف توجہ دیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے اموال ونفوس میں برکت ڈالے۔ آمین

## خلافت کا سائباں

مکرم اطہر حفیظ فرازؔ صاحب

زمیں کی طلب نہ جہاں مانگتے ہیں
نہ شہرت ، نہ شہر و مکاں مانگتے ہیں

حکومت کی خواہش نہ چاہت محل کی
نہ دنیا کے سود و زیاں مانگتے ہیں

گناہوں کی لَو سے تحفّظ کی خاطر
خلافت کا اک سائباں مانگتے ہیں

خلافت ہے سایہ ہمارے سروں کا
کہاں ہیں جو ہم سے نشاں مانگتے ہیں

عطا کر انہیں بھی نگاہِ بصیرت
یقین چھوڑ کر جو گماں مانگتے ہیں

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 23 مئی 2014ء)

# حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

مکرم محمد داؤد طاہر صاحب

مکرم ومحترم چودھری حمید اللہ صاحب مرحوم کو میں اس وقت سے جانتا تھا جب میں 1961ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ سے میٹرک کرنے کے بعد تعلیم الاسلام کالج میں داخل ہوا۔ اگرچہ میں آرٹس سٹوڈنٹ تھا اور اس وجہ سے میں چودھری حمید اللہ صاحب کا باقاعدہ شاگرد تو نہیں رہا لیکن کئی حوالوں سے ان سے تعلق تھا۔ ان کے والدِ بزرگوار چودھری محمد بخش صاحب المعروف تارا بابو اور میرے تایا، مکرم محمد اسحٰق صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر کی ملازمت کا زیادہ عرصہ ریاست بہاول پور میں گزرا تھا۔ ان دونوں کے محکمے جدا جدا تھے لیکن احمدیت نے انہیں رشتہ مودت میں باندھ رکھا تھا اور ان دونوں صاحبان کی اولاد بھی ایک دوسرے سے بخوبی متعارف تھی۔ خود چودھری حمید اللہ صاحب میرے چچا پروفیسر محمد ابراہیم صاحب ناصر کی طرح کالج میں ریاضی کے استاد تھے، وہ اباجی مرحوم کی خدماتِ سلسلہ سے بھی واقف تھے اور ان کی ایک بہن رضیہ سلطانہ میری بہن، صالحہ (جنہیں ہم گھر میں آپی کہتے ہیں) کی کلاس فیلو رہ چکی تھیں۔ اس پس منظر میں مجھے کبھی چودھری حمید اللہ صاحب کو اپنا تعارف کرانے کی ضرورت پیش نہیں آئی اور وہ مجھ سے ہمیشہ بہت عزت و احترام سے پیش آتے رہے۔ آج جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو چکے ہیں ان کی بعض نیکیاں اور بہت سی خوبیاں یاد آ رہی ہیں۔

میں نے 1991ء کے جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کی غرض سے ہندوستانی ویزا کے لئے درخواست تو بروقت دے دی تھی لیکن ویزا لگ کر پاسپورٹ آنے میں بہت تاخیر ہوگئی۔ جب مجھے پاسپورٹ ملا تو جلسہ شروع ہونے میں صرف چند روز باقی رہ گئے تھے اور قافلہ میں شمولیت چودھری حمید اللہ صاحب (جو جلسہ سالانہ قادیان

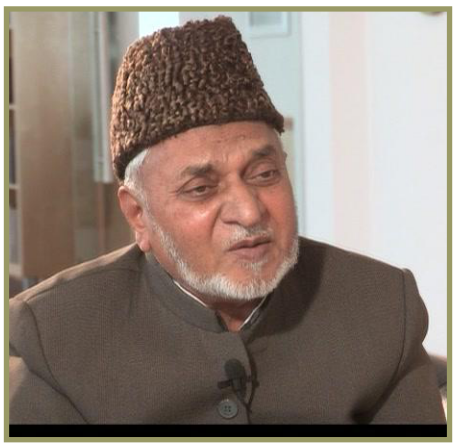

کے انتظامات کے نگران تھے) کی منظوری کے بغیر ممکن نہ تھی۔ ان دنوں میری تقرری اسلام آباد میں تھی۔ میں لشتم پشتم ربوہ پہنچا اور ان سے رابطہ کیا۔ موصوف نے ضروری مدد کا وعدہ کیا چنانچہ اگلے دن صبح ہی صبح دفتری کارروائی مکمل ہوگئی اور میرا نام بھی قافلہ میں شامل کر دیا گیا۔

میں پچھلے کئی سال سے جب بھی ربوہ جاتا چودھری حمید اللہ صاحب کے پاس ان کے گھر یا دفتر ضرور حاضر ہوتا۔ وہ موسم کے مطابق ہمیشہ تواضع کرتے۔ دفتر میں جوس پیش کرتے لیکن فرمائش کی جاتی تو چائے بھی بنوا لیتے۔ ان سے بہت سے موضوعات پر باتیں ہوتی رہتیں۔ جب تعلیم الاسلام کالج میں گزرے ہوئے وقت کا ذکر ہوتا تو آپ بتاتے:

صوفی بشارت الرحمٰن صاحب کالج کے چیف پراکٹر ہوا کرتے تھے اور میں پراکٹر۔ اسی دوران وہ ٹاؤن کمیٹی، ربوہ کے چیئرمین مقرر ہوگئے۔ انہوں نے پرنسپل صاحب سے درخواست کی کہ چونکہ ان کی مصروفیت بڑھ گئی ہے لہٰذا اگر انہیں چیف پراکٹر کی ذمہ داری سے فارغ کیا جا سکے تو مناسب ہوگا۔ پرنسپل صاحب نے ان کی درخواست قبول کر کے مجھے چیف پراکٹر بنا دیا۔ جب صوفی صاحب بطور چیئرمین اپنے عہدہ کی میعاد پوری کر چکے تو میں نے پرنسپل صاحب سے گزارش کی کہ چونکہ صوفی صاحب اس ذمہ داری سے فارغ ہو چکے ہیں لہٰذا مجھے چیف پراکٹر کے عہدہ سے فارغ کر دیا جائے۔ اس پر آپ مسکرائے اور فرمانے لگے: مجھے تو آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے! آپ نے ایک ہی فقرہ میں میرے سوال کا جواب دے دیا تھا۔

جب تعلیم الاسلام کالج قومیا لیا گیا تو چودھری حمید اللہ صاحب وہیں پڑھاتے تھے۔ قومیانے پر جماعت کا فوری ردِعمل کیا تھا، خود ان ہی کی زبانی سنئے:

جب ایک حکومتی فیصلے کے تحت پرائیویٹ کالجوں کو قومیا لیا گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم الاسلام کالج کے واقفِ زندگی اساتذہ کا ایک اجلاس طلب کیا اور اپنے خطاب میں فرمایا کہ کالج سٹاف کو اس حکومتی اقدام پر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ حضورؒ کا خیال تھا کہ بھلے یہ کالج حکومتی انتظام میں چلا

جائے، اگر اس کی تابندہ روایات قائم رہتی ہیں تو ہم یہی سمجھیں گے گویا یہ کالج ہمارے پاس ہی ہے لہٰذا واقفین اساتذہ کا فرض ہے کہ وہ ان روایات کی حفاظت کریں۔ اس موقع پر حضورؒ نے واقفین اساتذہ کی ایک مجلس کے قیام کا اعلان فرماتے ہوئے مجھے اس کا سیکرٹری مقرر کیا۔ اس میٹنگ میں ایک مختصر سا نوٹ بھی تیار ہوا جو کہیں نہ کہیں محفوظ ہوگا۔

چودھری حمید اللہ صاحب بیان جاری رکھتے ہوئے فرمایا کرتے تھے: ابھی اس بات پر دو سال ہی گزرے تھے کہ ربوہ ریلوے اسٹیشن والا واقعہ ہو گیا جس کے فوراً بعد پہلے سے طے شدہ ایک منصوبہ کے تحت ملک بھر میں احمدیوں کے خلاف ہنگامے شروع ہو گئے۔ حکومت نے اپنی انتقامی کارروائیوں کے دوران کالج کے بہت سے احمدی اساتذہ کو بھی تبدیل کر دیا۔ حد یہ ہے کہ اچھے بھلے کوالیفائیڈ اساتذہ کو چھوٹے چھوٹے دیہی کالجوں میں بھجوا دیا گیا۔ اس پر حضورؒ نے واقفین اساتذہ کو ہدایت فرمائی کہ وہ اپنے تحریری استعفیٰ خاکسار کے پاس جمع کرا دیں۔ مقصد یہ تھا کہ جب جماعت ان اساتذہ کی ضرورت محسوس کرے گی، انہیں حکومت کی نوکری چھوڑ کر یہاں رپورٹ کرنے کی ہدایت کر دی جائے گی۔ حضورؒ کی اس ہدایت پر جملہ واقفین اساتذہ نے اپنے اپنے استعفے میرے پاس جمع کرا دیئے۔ صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب مرحوم تو حضورؒ کے ارشاد پر کچھ عرصہ پہلے ہی یہ ملازمت چھوڑ کر ناظر خدمتِ درویشان مقرر ہو چکے تھے۔ 1974ء کے فوراً بعد حضورؒ نے جن واقفین کو خدمت کے لئے طلب فرمایا ان میں میرے علاوہ صوفی بشارت الرحمٰن صاحب شامل تھے۔ حضورؒ نے مجھے ناظر ضیافت مقرر فرمایا اور صوفی صاحب کو ناظر تعلیم۔ بعد میں کچھ اور اساتذہ کو بھی طلب کیا گیا لیکن زیادہ تر اساتذہ کو کالج ہی میں رہنے دیا گیا۔

جب حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ کی شفقتوں اور محبتوں کا ذکر ہو تو چودھری حمید اللہ صاحب خاموش نہیں رہ سکتے تھے اور کہتے:

آپؒ کی شفقت و محبت کے اتنے واقعات ہیں کہ کئی کتابیں بھی ان کا پورا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ جس زمانے کی میں بات کر رہا ہوں میری اور میرے بہت سے رفقائے کار کی نئی نئی شادیاں ہوئی تھیں۔ بعض دفعہ ان کی بیویاں میکے چلی جاتیں اور گھر پر کھانے کا انتظام نہ ہوتا تو وہ دوپہر کا کھانا بابا شادی یا لال دین سے کہہ کر ہوسٹل سے منگوا لیتے۔ ایک شام میں بھی اس ارادہ سے سٹاف روم میں جا بیٹھا کہ میں کھانا ہوسٹل سے منگوا لوں گا۔ ابھی کسی مددگار کارکن کا انتظار کر رہا تھا کہ میں نے لال دین کو اپنے ہاتھ میں ایک پلیٹ پکڑے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ یہ پلاؤ کی پلیٹ تھی جو حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ نے اس ہدایت کے ساتھ بھجوائی تھی کہ سٹاف روم میں جو لیکچرر بھی بیٹھا ہو اسے پیش کر دی جائے۔ اتفاق سے میں بیٹھا تھا چنانچہ وہ پلیٹ مجھے مل گئی۔ اگلے روز جب میں نے آپ کی اس عنایت کا شکریہ ادا کیا تو آپ بہت خوش ہوئے اور مسکرا کر کہنے لگے: بھئی ایسے تو نہیں کہتے کہ دانے دانے پر مہر ہوتی ہے۔

چودھری حمید اللہ صاحب اپنے رفقائے کار کا ذکر بھی بہت محبت سے کرتے۔ وہ بتایا کرتے تھے کہ جب انہوں نے میٹرک پاس کرنے کے بعد خود کو وقف کے لئے پیش کیا تو وکالتِ دیوان میں ساری کارروائی چودھری محمد شریف صاحب خالد کے ذریعہ ہوئی جو ان دنوں غالباً نائب وکیل الدیوان تھے۔ یہ ان کا چودھری محمد شریف صاحب خالد کے ساتھ پہلا تعارف تھا لیکن جب وہ کالج میں اکٹھے رہے تو ان کی بہت سی خوبیاں کھل کر سامنے آئیں جن میں سے ایک ان کی بذلہ سنجی تھی۔

موصوف میاں عطا الرحمٰن صاحب کا ایک واقعہ بایں الفاظ بیان کیا کرتے تھے:

ایک بار پرنسپل صاحب کے ساتھ کسی میٹنگ میں مختلف مضامین کے نتائج پر گفتگو ہو رہی تھی اور وہ جاننا چاہتے تھے کہ طلباء کی کمزوری کی وجوہات کیا ہیں۔ جب میاں عطا الرحمٰن صاحب سے یہی سوال پوچھا گیا تو انہوں نے بہت دلچسپ جواب دیا کہ سر! میں اپنا لیکچر طلباء کے کانوں تک تو پہنچا سکتا ہوں لیکن ان کے دماغ میں ٹھونسنا میرے بس سے باہر ہے۔ پرنسپل صاحب یہ جواب سن کر مسکرائے بغیر نہ رہ سکے۔

سلسلہ کے اس نامور خادم نے اپنی زندگی خدمتِ دین کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ جب اس حوالہ سے بات ہوتی تو وہ بتاتے:

میں نے 1947ء میں آٹھویں جماعت پاس کی تھی۔ ان دنوں مدرسہ احمدیہ میں داخلہ آٹھویں جماعت کے بعد ہوتا تھا چنانچہ ایک شام میری والدہ مجھے حضرت ام وسیم صاحبہ کے پاس لے گئیں اور اُن سے درخواست کی وہ حضورؓ سے پوچھ کر بتا دیں کہ اس بچے کو مدرسہ احمدیہ میں داخلہ کرایا جائے یا وہ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں پڑھائی جاری رکھے۔ حضرت ام وسیم صاحبہ نے فرمایا کہ مغرب کی نماز کا وقت ہونے والا ہے، حضورؓ یہیں سے گزر کر مسجد جائیں گے۔ آپ تھوڑا سا انتظار کریں، اس وقت ان سے پوچھ لیا جائے گا۔ کچھ ہی دیر بعد حضورؓ تشریف لے آئے۔ وہاں حمام، ایک موڑھا اور تولیہ پڑا تھا۔ حضورؓ نے میرے سامنے اپنی پگڑی اور کوٹ اتار کر ایک طرف لٹکا دیئے، حمام کے پانی سے وضو کیا اور پھر کوٹ اور پگڑی پہن لی۔ جب حضور مسجد تشریف لے جانے کے لئے باہر نکلنے لگے تو حضرت ام وسیم صاحبہ نے میری والدہ کی درخواست حضورؓ تک پہنچائی جس پر آپؓ نے فرمایا کہ مجھے سکول میں تعلیم جاری رکھنی چاہئے۔ 1949ء میں جب میں نے میٹرک کا امتحان پاس کر لیا تو مجھے وکیل الدیوان کی طرف سے

ایک چٹھی ملی جس کے مطابق مجھے ان کے دفتر میں حاضر ہونے کی ہدایت کی گئی تھی۔ میں وقت مقررہ پر وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے علاوہ وہاں سات لڑکے اور بھی موجود ہیں۔ ہم میں سے چھ نے میٹرک کر رکھا تھا جب کہ دو انٹرمیڈیٹ پاس تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے پانچ واقفین یعنی مجھے، مکرم مبارک مصلح الدین صاحب مرحوم، چودھری سمیع اللہ سیال صاحب، مکرم بشیر احمد صاحب رفیق مرحوم اور ڈاکٹر محمد شفیق سہگل صاحب کو اپنا عہدِ وقف نبھانے کی توفیق بخشی جب کہ باقی تین واقفین بوجوہ بعد میں وقف جاری نہ رکھ سکے۔

اس موقع پر ہمارا جو تحریری امتحان لیا گیا اس کا پرچہ خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیار کیا تھا اور اس میں سترہ چھوٹے چھوٹے سوال تھے چودھری حمید اللہ صاحب بتایا کرتے تھے کہ اس پرچے اور بعد میں حضورؓ کے ساتھ ہونے والی ہماری ملاقات کی کچھ تفصیل میں نے اپنے ایک مضمون مطبوعہ خالد میں بیان کر رکھی ہے۔ جب لڑکوں نے پرچہ حل کر لیا تو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے حضورؓ کی خدمت میں اطلاع دی۔ اس وقت ناظر صاحبان کا ایک فرشی اجلاس حضورؓ کی صدارت میں ہو رہا تھا۔ حضورؓ نے ہمیں بھی وہیں بلا لیا اور ہمارے پرچے سب کو پڑھ کر سنائے۔ لڑکوں کے بعض جوابات ایسے تھے جو بہت دلچسپی کا باعث بنے۔ حضورؓ نے ہمارے پرچوں پر عمومی تبصرہ کے دوران فرمایا کہ ربوہ میں تعلیم پانے والے واقفین کی سائنسی معلومات بیرونِ ربوہ تعلیم حاصل کرنے والے واقفین سے کمزور ہیں۔

ایک بار چودھری حمید اللہ صاحب نے فرمایا: اب میں آپ کو ایک دلچسپ بات بتانے لگا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ حضور ناظرانِ کرام سے باز پرس فرما رہے تھے کیوں کہ ایک ناظر نے ہم واقفین کو دیکھ کر دبی زبان میں کہا: کاش آپ کچھ دیر پہلے آ گئے ہوتے!

وہ کالج میں بطور استاد اپنا پہلا دن یاد کرتے ہوئے بتاتے تھے: میں نے ایم اے کرنے کے بعد اکتوبر 1955ء میں تعلیم الاسلام کالج میں جوائننگ دی تھی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ نے مجھے مکرم محبوب عالم صاحب خالد سے ملنے کو کہا جو ٹائم ٹیبل کے انچارج تھے۔ میں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ان کا شاگرد رہا تھا اور وہ مجھے پہلے سے پہچانتے تھے۔ انہوں نے کالج میں میرے تقرر پر مجھے مبارکباد دی اور روزمرہ کی بعض باتوں کے علاوہ جن کا تعلق میرے ٹائم ٹیبل سے تھا مجھے تاکید فرمائی کہ میں آیت قرآنی وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَصِیْرًا (سورۃ بنی اسرائیل 81:17) کا بکثرت وِرد کیا کروں۔ میں نے ان کی یہ نصیحت پلے باندھ لی اور تمام زندگی اس کے فیوض و برکات سمیٹتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر آڑے وقت میں میری دستگیری فرمائی اور میری توقع سے بڑھ کر میرے لئے آسانیاں پیدا کیں۔

وہ میرے مشفق و مہربان تھے۔ کبھی ضرورت پڑتی تو بڑی خوشی کے ساتھ مجھے تحریک جدید کے گیسٹ ہاؤس میں ٹھہرنے کی اجازت دے دیتے اور بعض دفعہ کہہ دیتے کہ آپ دارالضیافت میں کیوں نہیں ٹھہر جاتے۔ میں وہاں آپ کا انتظام نہ کرا دوں؟ غرض ہمیشہ محبت کا برتاؤ کرتے۔

جب میری کتاب ''شہرِ خوباں'' چھپ کر تیار ہوئی تو میں اس کا ایک نسخہ آپ کو پیش کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ آپ نے کتاب قبول فرما لی لیکن پھر اس کی قیمت دیکھنے کے بعد جیب سے دو ہزار روپے نکال کر میرے سامنے رکھ دیئے۔ میں نے بے تکلفی سے کہا: سر! میں آپ سے یہ پیسے لے کر اپنا منہ نہیں کالا کرانا چاہتا۔ بڑی مشکل سے وہ رقم انہوں نے واپس اپنی جیب میں ڈالی لیکن اگلے ہی روز تحریک جدید کی لائبریری کے لئے اس کی پانچ کاپیاں منگوا کر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین

## محترم چودھری حمید اللہ صاحب مرحوم

(مکرم مبارک احمد ظفر صاحب، لندن)

قاعدوں کا تھا محافظ ضابطوں کا پاسباں
تھا لبِ خاموش لیکن ایک بحرِ بیکراں
دین کی خدمت میں اپنی زندگی کر کے بسر
ایک خدمتگار دیرینہ گیا اگلے جہاں
سلسلے کا تھا وہ اِک جرنیل بندہ حمید
یاد رکھی جائے گی خدمت کی اس کی داستاں
ذات میں اپنی وہ خود اِک آپ ہی تاریخ تھا
ہر طرف بکھرے ہوئے ہیں اس کی خدمت کے نشاں
تھا خلافت کے وفاداروں میں اِک ایسی نظیر
آئے گا تاریخ کے اوراق میں جس کا بیاں
اس کے اوصافِ حمیدہ اور بھی تو ہیں بہت
ذات میں اس کی چمکتے ہیں مثالِ کہکشاں
اے حمید اللہ گزاری خوب تو نے زندگی
ہر کسی کو اس قدر توفیق ملتی ہے کہاں
جنت الفردوس میں اعلیٰ مراتب ہوں نصیب
تجھ سے راضی ہو ترا پیارا خدائے مہرباں
ڈھانپ لینا مغفرت کی خاص چادر میں اسے
عرض کرتا ہے ظفؔر تجھ سے خدائے کل جہاں

# صلوٰۃ کے لغوی معانی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’نماز ارکانِ اسلام میں سے دوسرا رکن ہے۔ جس کا بروقت ادا کیا جانا ہر مسلمان مرد عورت پر فرض ہے۔ سیدنا حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا دین کا ستون قرار دیا ہے۔ حقیقی نماز ہی کے ذریعہ سے انسان روحانیت کے اعلیٰ مدارج تک پہنچ سکتا ہے اور انسانیت کی اعلیٰ رفعتوں کو چھو سکتا ہے۔ صلوٰۃ کے لغوی معنی دعا، رحم، دین، شریعت، استغفار، تعظیم، برکت، اور مسلمانوں کی اصلاحی عبادت کے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں لازماً بدی سے نفرت اور بے حیائی سے کراہت پیدا ہوتی ہے۔ نیز نماز روحانی ترقیات اور اعلیٰ اخلاق حاصل کرنے کا زینہ اور منبع ہے اور تمام برائیوں سے بچنے کا قلعہ ہے۔ نماز انسان کا تعویذ ہے۔ پانچ وقت دعا کا موقع ملتا ہے کوئی دعا تو سنی جائے گی۔ اس لئے نماز کو بہت سنوار کر پڑھنا چاہئے اور مجھے یہی بہت عزیز ہے۔‘‘

(ملفوظات۔ جلد اول، صفحہ 396)

شعبہ تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا

# رپورٹ جلسہ یوم مصلح موعودؓ امارت وان

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں پیشگوئی مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیشگوئی زندہ خدا کے زندہ نشان کے طور پر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجودِ مسعود کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کی سچائی کے ثبوت کے طور پر ظاہر ہوئی۔

خدا تعالیٰ کی طرف سے اس عظیم الشان پیشگوئی کے عطا کرنے پر افرادِ جماعت شکر خداوندی کے طور پر ہر سال اس کے ذکر کی مجلسیں منعقد کرتے ہیں۔

اس سال بھی جماعت احمدیہ وان نے مورخہ 20 فروری 2021ء بروز اتوار 8 بجے شام اس اجلاس کا انعقاد کیا۔ مکرم محمد زبیر منگلا صاحب لوکل امیر وان کی درخواست پر مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے آن لائن منعقد ہونے والے اس اجلاس کی صدارت فرمائی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ کلائن برگ حلقہ کے مکرم واسیب احمد صاحب نے سورۃ الحشر کی آیات 23 تا 25 کی تلاوت کی۔ مکرم سید لبیب جنود صاحب حلقہ میپل نے ان آیات کا اردو جب کہ مکرم ابرار مسعود مہار صاحب حلقہ میپل نے انگریزی ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام 'بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا ۔ جو ہوگا ایک دن محبوب میرا' سے چند اشعار مکرم عمران حفیظ صاحب حلقہ کلائن برگ نے خوش الحانی سے سنائے۔ جن کا انگریزی ترجمہ مکرم نور احمد چوہدری صاحب حلقہ وڈبرج ساوتھ نے پڑھ کر سنایا۔

### مکرم امتیاز احمد صاحب مربی سلسلہ

پروگرام کے مطابق پہلی تقریر مکرم امتیاز احمد سرا صاحب مربی سلسلہ پیس ویلج نے ''پیشگوئی مصلح موعود کے پس منظر'' پر کی۔ آپ نے اپنی تقریر کے آغاز میں سورۃ الجن کی آیات نمبر 27 اور 28 کی تلاوت کی۔ انہوں نے بتایا کہ انبیاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مستقبل کے بارہ میں علم دیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے فرمایا کہ ایک شخص پیدا ہوگا جو مسیح موعود ہوگا اور اس کا ایک بیٹا ہوگا وہ جملہ اوصاف کا مالک ہوگا۔ اس طرح کی خبر دینا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے جو عالم الغیب ہے۔ 136 سال قبل اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1885ء میں ایک اشتہار شائع فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام کی سچائی ثابت کرنے کے لئے اس صدی کا مجدد بنایا ہے۔ اور فرمایا کہ اسلام ایک سچا اور زندہ مذہب ہے اللہ تعالیٰ آج بھی اپنی سچائی کے نشان دکھاتا ہے آپؑ نے یہ اشتہار دنیا کے سیاسی، مذہبی اور دوسرے اثر و رسوخ رکھنے والے لوگوں کو بھیجا اس اشتہار کو پڑھ کر قادیان کے دس ہندوؤں سمیت کئی ہندو رہنماؤں بشمول پنڈت لیکھرام نے نشان دکھانے کا مطالبہ کیا۔ اس مقصد کے لئے آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے راہنمائی پا کر جنوری 1886ء میں چلہ کرنے کی خاطر ہوشیار پور کا سفر اختیار کیا۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بہت خوش خبریاں دیں جن میں ایک پیش گوئی مصلح موعود بھی تھی۔ آپؑ نے اس پیش گوئی کو شائع کیا اور فرمایا کہ اس پیش گوئی کا ایک مقصد اسلام کی صداقت و برتری کو موعود بیٹے کے ذریعہ سے مزید ثابت کرنا ہوگا۔ پنڈت لیکھرام نے 18 مارچ 1886ء کو اپنی ایک پیش گوئی شائع کی جس میں اس نے نہایت گندی زبان استعمال کی اور لکھا کہ آپ بہت جلد تباہ ہو جائیں گے اور یہ موعود بیٹا رحمت کا نہیں بلکہ زحمت نشان ہوگا۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اور اشتہار میں فرمایا یہ صرف ایک پیش گوئی نہیں بلکہ یہ ایک عظیم آسمانی نشان ہے جو خدا تعالیٰ نے آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور بڑائی ثابت کرنے کے لئے ظاہر کی۔ مزید لکھا کہ لیکھرام چھ سال کے اندر اپنے بدانجام کو پہنچے گا۔ پنڈت لیکھرام، حضور علیہ السلام کی پیش گوئی کے عین مطابق اپنے انجام کو پہنچا۔

مکرم مربی صاحب موصوف نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک خطبہ جمعہ سے اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اصل میں تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی ہے جس سے ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اور دائمی مرتبہ کی شان ظاہر ہوتی ہے۔ آپ نے مزید فرمایا آج ہمارا بھی کام ہے کہ ہم اپنے اپنے دائرہ میں مصلح بننے کی کوشش کریں۔ اور اپنے علم سے، اپنے قول سے اور اپنے عمل سے اسلام کے خوبصورت پیغام کو ہر طرف پھیلا دیں۔ حضور ایدہ اللہ نے اس خطبہ کے آخر میں فرمایا

پس اگر ہم اس سوچ کے ساتھ زندگی گزارنے والے ہوں گے تو یوم مصلح موعود کا حق ادا کرنے والے ہوں گے ورنہ تو ہماری صرف کھوکھلی تقریریں ہوں گی۔

محترم مربی صاحب موصوف نے آخر میں دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

## پیش گوئی مصلح موعود کے اصل الفاظ

اس تقریر کے بعد پیش گوئی مصلح موعود کے اصل اردو الفاظ مکرم ارسلان وڑائچ صاحب مربی سلسلہ وان، جب کہ پیش گوئی کا انگریزی ترجمہ مکرم آدم عابد الیگزنڈر صاحب لوکل مشنری وان نے پڑھ کر سنائے۔

## مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مربی سلسلہ

اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مربی سلسلہ جماعت وان کی تھی۔ آپ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو مشہور تحریکات 'تحریکِ جدید اور وقفِ جدید' کے موضوع پر خطاب فرمایا انہوں نے بتایا کہ 1934ء میں جماعت احمدیہ کی انتہائی مخالف دشمن مجلس احرار نے اعلان کیا کہ وہ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ اس غرض کے لئے ان کے ایک جم غفیر نے قادیان کے قریب جلسہ کر کے جماعت احمدیہ کو ہر قسم کی دھمکیاں دیں۔ اس پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر دشمنوں کو للکارا اور اعلان کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ جماعت کا نام اور پیغام ساری دنیا میں پھیل جائے گا۔ جس کے لئے آپ نے تحریک جدید سکیم کا اعلان فرمایا۔ جس میں جماعت کے سامنے 27 مطالبات رکھے اور جماعت کو زندگیاں خدمتِ اسلام کے لئے وقف کرنے اور مالی قربانی کرنے کی تحریک فرمائی۔ دوسری طرف مجلس احرار کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میرا خدا میری مدد کو دوڑا چلا آ رہا ہے اور میں احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکلتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے تین سال کے لئے تحریک جدید کا اعلان فرمایا اور جماعت کو تین سال میں ستائیس ہزار روپے مالی قربانی پیش کرنے کا ٹارگٹ دیا، جماعت نے اس پر دو ماہ میں انتیس ہزار سے زائد کے وعدہ جات اور ادائیگی کر کے اپنی محبت اور قربانی کا ثبوت دیا۔ کچھ سالوں کے بعد حضور نے اس تحریک کو مستقل بنا دیا اور فرمایا میں اس تحریک کو اس وقت تک جاری رکھوں گا جب تک کہ تمہارا سانس قائم ہے چنانچہ آج ہم 87 سال کے بعد بھی اس تحریک کو پھلتے پھولتے دیکھ رہے ہیں۔ ہر آنے والی نسل کو یہ بتانا ضروری ہے کہ یہ ایک الٰہی تحریک ہے اور اسے ہمیشہ قائم رکھنا ہے اور اس کے لئے قربانیاں کرتے چلے جانا ہے۔ آج بیرونی دنیا میں احمدیت کی ترقی اسی تحریک کی برکتوں کی وجہ سے ہے۔

ایسا ہی 1957ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدائی اذن سے پاکستان بھر میں تعلیم و تربیت اور تبلیغ کے لئے وقفِ جدید سکیم جاری کی۔ وقفِ جدید کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے اور ضرور پورا ہو کر رہے گا میرے دل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں، کپڑے بیچنے پڑیں میں اس غرض کو تب بھی پورا کروں گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1985ء میں اسے عالمی تحریک میں بدل دیا چنانچہ اب ساری دنیا کی جماعتیں اس تحریک میں مالی قربانی کرتی ہیں اور اب اس کے ذریعہ پاکستان، بنگلہ دیش اور ہندوستان میں تعلیم و تربیت اور تبلیغ کے کام سرانجام دیئے جا رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1966ء میں اطفال و ناصرات کو اس تحریک میں خاص طور پر حصہ لینے کا ارشاد فرمایا۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جاری کردہ دونوں آسمانی تحریکیں آسمانی برکتوں سے مالا مال ہیں۔ اور یہ اس بات کا ایک زندہ ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ کس طرح جماعت احمدیہ کی سچائی ثابت کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان تحریکات میں بڑھ چڑھ کے حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

## نیشنل سیکرٹری تعلیم کینیڈا

اس تقریر کے بعد مکرم ڈاکٹر مرزا حمید احمد صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم نے تعلیمی وظائف حاصل کرنے والوں کے نام پڑھ کر سنائے۔ اور آپ نے لائق فائق اور ہونہار طلباء کو مبارکباد دی اور مستقبل میں ان کی کامیابیوں اور کامرانیوں کے لئے دعا کی۔

## جامعہ احمدیہ کینیڈا کی عمارت کے لئے مالی تحریک

اس کے بعد صدر صاحب جلسہ کی اجازت اور لوکل امیر صاحب کے ارشاد پر مکرم کامران اشرف چوہدری صاحب صدر جماعت وڈبرج نارتھ نے جامعہ احمدیہ کینیڈا کی نئی مجوزہ عمارت کے لئے چندہ کی تحریک کے لئے تعارفی ویڈیو پیش کی اور پھر بعض دیگر اعلانات پڑھ کر سنائے۔

## ایمان افروز اختتامی خطاب

اس پروگرام کی اختتامی تقریر صدرِ جلسہ مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب کی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو موعود بیٹے کے بارہ میں یہ خبر دی تھی کہ 'وہ خدائے اوّل و آخر کا مظہر ہوگا وہ بلندی اور غلبے کا مظہر ہوگا' گویا کہ خدا آسمان سے نازل ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے بیٹے کی خبر دی جو عظمت کی ایک شان رکھتا تھا۔ جس کا ظہور گویا خدا کا ظہور تھا۔ الٰہی صحیفوں میں یہ شان نبیوں کے بارہ میں بیان ہوئی کہ ان کا آنا خدا کا آنا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ موعود بیٹا ایک عظیم

شخصیت کا حامل ہونا تھا اور اس کے ذریعہ سے بھی اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا عظیم کام سرانجام پانا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب آئینہ کمالاتِ اسلام میں اس حدیث کا ذکر فرمایا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی تھی کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یقیناً شادی کرے گا اور اس کے اولاد ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی معرکہ آراء عربی کتاب تحفہ بغداد میں یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ اس پیش گوئی میں یہ اشارہ ہے کہ اس (مسیح موعود) کے ہاں ایک ایسا بیٹا پیدا ہوگا جو اس کی مشابہت میں اس کے کمالات کا حامل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پیش گوئی میں اس کی 60 سے زائد غیر معمولی صفات بھی بتائیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتے، تو یہ پیش گوئی ہی آپؑ کو دنیا کے سامنے جھوٹا ثابت کرنے کے لئے کافی تھی۔ یہ پیش گوئی جہاں اللہ تعالیٰ کی ہستی کا عظیم الشان ثبوت ہے وہاں دینِ اسلام، قرآن کریم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا عظیم الشان اور ناقابل تردید ثبوت ہے۔ پس حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قائم کردہ بہت سی تحریکات خصوصاً تحریکِ جدید سے جماعت نے جس طرح فیض پایا ہے اس کا تقاضا ہے کہ ہم غلبۂ اسلام کی مہم میں شامل ہو کر اپنا حصہ ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بخشے۔ آمین

آخر میں صدر صاحب جلسہ نے دعا کرائی اور اس طرح یہ جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔ اور اس میں اندازاً ایک ہزار سے زائد فرادِ جماعت نے شرکت کی۔

نوٹ: تمام تقاریر اردو اور انگریزی میں پیش کی گئیں۔ اور ان کا خلاصہ اردو اس رپورٹ میں پیش کیا گیا ہے۔

(رپورٹ: مکرم غلام احمد عابد صاحب سیکرٹری اشاعت امارت وان)

# زکوٰۃ

مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک ہے۔ اور حسبِ شرائط اس کی ادائیگی ضروری ہے۔ اس بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

**”اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے زکوٰۃ دے۔“**

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 15)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے زکوٰۃ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

**”ایک اہم چندہ ہے جس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ ایک نصاب ہے اور معین شرح ہے۔ عموماً اس کی طرف کم توجہ دی جاتی ہے۔“**

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 24 اگست 2004ء)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 31 مارچ 2006ء کو زکوٰۃ کے بارہ میں فرمایا:

**”یہ بنیادی حکم ہے۔ جن پر زکوٰۃ واجب ہے اُن کو ضرور ادا کرنی چاہئے اور اس میں بھی کافی گنجائش ہے۔ بعض لوگوں کی رقمیں کئی کئی سال بنکوں میں پڑی رہتی ہیں اور ایک سال کے بعد بھی اگر رقم جمع ہے تو اُس پر بھی زکوٰۃ دینی چاہئے۔ پھر عورتوں کے زیورات ہیں اُن پر زکوٰۃ دینی چاہئے۔ ... یہ ایک بنیادی حکم ہے اس پر بہرحال توجہ دینے کی ضرورت ہے۔“**

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 21 اپریل 2006ء)

یہ یاد رہے کہ زکوٰۃ، چندوں کا متبادل نہیں ہے۔ یہ ایک سال یا اس سے زائد عرصہ سے 6,200 کینیڈین ڈالر یا اس سے زائد جمع شدہ رقوم پر اڑھائی فی صد (2.5%) کے حساب سے واجب الادا ہوتی ہے۔

اسی طرح قیمتی دھاتوں جیسے سونے، چاندی، ہیرے، جواہرات، زیورات وغیرہ جو ایک سال یا اس سے زائد عرصہ سے استعمال میں نہ ہوں اور ان کی مالیت ساڑھے سات تولہ یا 87.5 گرام سونا سے زائد ہو تو اس پر زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہے۔

احباب جماعت اور خاص طور پر بہنوں سے درخواست ہے کہ اگر زکوٰۃ ان پر واجب ہے تو وہ رمضان المبارک میں اپنی زکوٰۃ نصاب کے مطابق ادا کریں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے اموال اور نفوس میں برکت ڈالے۔ آمین۔

## خلافت آسمانی ہے

مکرم سعادت اکرم صاحب

خلافت جوئے شیریں ہے خلافت آسمانی ہے
ابلتے تازہ چشموں کا یہ ٹھنڈا شیریں پانی ہے
خلافت دراصل حصہ نبوت کا امامت کا
یہ اُس کے جاری دعوں کا نظامِ جاودانی ہے
خدا کے ہاتھ سے لگتا ہے یہ پودا خلافت کا
خدائے لم یزل کی آبیاری میں روانی ہے
ہمیشہ سلسلہ جاری رہے گا اُس کے کاموں کا
یہی رازِ نہانی ہے یہی سچّی کہانی ہے

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 13 ستمبر 2013ء)

ارسلان احمد وڑائچ

امتیاز احمد سرا

مولانا مرزا محمد افضل

مولانا ہادی علی چوہدری

آدم عابد الیگزینڈر

ڈاکٹر مرزا حمید احمد

محمد زبیر منگلا

ابرار مسعود مہار

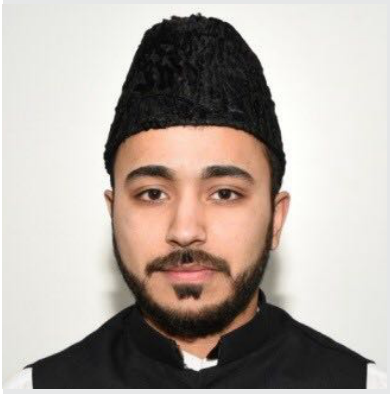

سید لبیب جنود

عمران حفیظ

کامران اشرف چوہدری

عطاء النور چوہدری

## بقیہ از خلافت حقہ

مورخہ 27 رمئی 2008ء کو خلافتِ احمدیہ کے قیام کے سو سال پورے ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہٗ اللہ بنصرہٖ العزیز نے اکنافِ عالم میں بسنے والے احمدیوں سے براہِ راست خطاب کرتے ہوئے انہیں اس مذکورہ بالا عہد کی طرف متوجہ کیا۔آپ نے انہیں کھڑا کر کے ایک بار پھر ان سے حسبِ ذیل عہد لیا اور ہر احمدی نے آپ کے ساتھ اس عہد کو دوہرایا:

’’أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

آج خلافتِ احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ ﷺ کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے۔اور اس مقدّس فریضے کی تکمیل کے لئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول ﷺ کے لئے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اس جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔

ہم یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظامِ خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخر دم تک جدّ و جہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک خلافتِ احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔‘‘

ہم ان عہدوں کو ہر لمحہ اپنے دلوں میں تازہ رکھنے کا عہد کرتے ہیں۔اے اللہ! ہمیں یہ عہد نبھانے کی توفیق عطا فرما۔آمین اللّٰھم آمین

## لازمی چندہ جات کی ادائیگی

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں حیرت انگیز مالی نظام قائم ہے اور ان مالی قربانیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے اموال اور نفوس میں روز بروز غیر معمولی برکتیں عطا فرما رہا ہے۔الحمدللہ۔

چندہ عام یا وصیت اور چندہ جلسہ سالانہ لازمی چندہ جات ہیں ۔ ان چندہ جات کی بابرکت تحریک خود سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے جاری فرمائی ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

**’’چندہ عام اور چندہ وصیت کے بجٹ کی ادائیگی ... اور اسی طرح چندہ جلسہ سالانہ، یہ لازمی چندہ جات ہیں۔ ... آپ کو ہر ماہ ادا کرنے چاہئیں۔‘‘**

(روزنامہ الفضل لندن۔22 جنوری 2010ء)

چندوں کی ادائیگی کے معاملات کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 28 مئی 2004ء میں فرمایا:

**’’یہ بھی یاد رکھو کہ جو تم خرچ کرتے ہو اور جتنا تم بجٹ لکھواتے ہو اور جتنی تمہاری آمدن ہے یہ سب اللہ خوب جانتا ہے۔اس لئے اس سے معاملہ ہمیشہ صاف رکھو۔نیکی کا ثواب اللہ تعالیٰ سے حاصل کرنے کے لئے اپنی تشخیص صحیح کرواؤ اور ادائیگیاں بھی صحیح رکھو تا کہ تمہاری حالت بہتر ہو اور تم نیکیوں میں ترقی کر سکو۔‘‘**

(خطباتِ مسرور۔جلد 22 ،صفحہ 357)

ہم سب کو جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم اپنے لازمی چندہ جات (چندہ وصیت، چندہ عام، چندہ جلسہ سالانہ) اپنی اصل آمد کے مطابق ادا کر رہے ہیں؟ اور اگر ہم بقایا دار ہیں تو اپنا بقایا ادا کریں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں مالی قربانیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے اموال اور نفوس میں برکت ڈالے۔آمین

خالد محمود نعیم

نیشنل سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کینیڈا

## ولادت باسعادت

### فاران احمد منیب

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم وقاص احمد منیب صاحب اور محترمہ امۃ الرفیق صاحبہ آف سیسکاٹون کو ایک بیٹی منصورہ زرش منیب اور ایک بیٹے ایقان احمد منیب کے بعد 19 دسمبر 2020ء کو عزیزم فاران احمد منیب عطا فرمایا ہے۔یہ بچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے وقفِ نو کی مبارک سکیم میں شامل ہے۔اس طرح یہ تینوں بچے وقف نو کی مبارک سکیم کے ننھے مجاہد ہیں۔

نومولود عزیزم فاران سلمہ احمدیہ گزٹ کینیڈا کے گرافکس ڈیزائنر مکرم منیب احمد صاحب آف سیسکاٹون اور محترمہ مسرت بیگم صاحبہ کے پوتے اور مکرم مختار احمد بھٹی صاحب اور محترمہ امۃ الحفیظ بھٹی صاحبہ ربوہ کے نواسے ہیں۔

ادارہ اس خوشی اور مسرت کے موقع پر مذکورہ بالا خاندانوں اور ان کے تمام افراد کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہے۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم فاران سلمہ کو صحت وسلامتی والی لمبی عمر عطا کرے ۔ دین و دنیا کی نعمتوں اور فضلوں سے مالا مال فرمائے ۔خلافت سے اس بچے کا تعلق ہمیشہ مضبوط رکھے اور اپنے والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔آمین

# اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لیے اعلانات جلد از جلد لکھ کر بھجوایا کریں۔ نیز اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون نمبر یا سیل نمبر ضرور لکھیں۔

## دعائے مغفرت

### ☆ محترمہ راشدہ بیگم صاحبہ

11/ مارچ 2021ء کو محترمہ راشدہ بیگم صاحبہ ڈرہم جماعت 85 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

15/ مارچ 2021ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں سوا بارہ بجے مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس کے بعد بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں ڈیڑھ بجے تدفین ہوئی اور مرحومہ کے صاحبزادے مکرم حامد اقبال جاوید صاحب وینکوور نے دعا کرائی۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ انہوں نے سرگودہا میں اپنے گھر کا ایک حصہ نماز سینٹر کے طور پر وقف کیا ہوا تھا۔ مالی قربانیوں میں پیش پیش تھیں۔ نیک، صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، ہمدرد و خیر خواہ اور ملنسار تھیں۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق تھا۔

مرحومہ نے پسماندگان میں ایک بیٹا مکرم حامد اقبال جاوید صاحب، دو بیٹیاں محترمہ ثمینہ خالد صاحبہ ڈرہم اور محترمہ فوزیہ اقبال صاحبہ جرمنی یادگار چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے محترمہ ثمینہ خالد صاحبہ کو اپنی والدہ کی غیر معمولی خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ اللہ انہیں جزائے جزیل عطا فرمائے۔

### ☆ مکرم کاشف محمود مرزا صاحب

16/ مارچ 2021ء کو مکرم کاشف محمود مرزا صاحب ٹرانٹو جماعت 18 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

ابھی جام عمر بھرا نہ تھا کہ کفِ دست ساقی چھلک پڑا

18/ مارچ 2021ء کو سکاٹ فیونرل ہوم میں مکرم ذوالفقار علی صاحب مربی سلسلہ ٹرانٹو ایسٹ نے ڈیڑھ بجے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اگلے روز 19 مارچ کو نیشول قبرستان میں گیارہ بجے تدفین ہوئی اور مکرم ندیم احمد داؤد صاحب صدر حلقہ ٹرانٹو ایسٹ نے دعا کرائی۔

مرحوم واقف زندگی تھے۔ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، خلیق اور ملنسار تھے۔ آپ کا خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق تھا۔

مرحوم نے پسماندگان میں سوگوار والد مکرم مظفر محمود اشرف صاحب، والدہ محترمہ امۃ المتین صاحبہ ٹرانٹو اور نانا مکرم مرزا عبدالکریم صاحب پیس ویلج یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں نعم البدل عطا فرمائے۔ مرحوم کے نانا شعبہ ضیافت کے مخلص رضا کار ہیں۔

### ☆ محترمہ شمیم اقبال صاحبہ

19/ مارچ 2021ء کو محترمہ شمیم اقبال صاحبہ ہملٹن جماعت 67 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

20/ مارچ 2021ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ساڑھے بارہ بجے مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس کے فوراً بعد بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں ڈیڑھ بجے تدفین ہوئی اور مکرم وسیم احمد صاحب صدر حلقہ ہملٹن نے دعا کرائی۔

مرحومہ نیک، صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، خلیق اور ملنسار تھیں۔ ان کا تعلق حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت سے اخلاص کا تعلق تھا۔

مرحومہ نے پسماندگان میں اہلیہ، تین بیٹے مکرم رفیق احمد صاحب، مکرم عطاء الخبیر صاحب، مکرم احمد اکمل صاحب برمنگھم، چار بیٹیاں محترمہ عصمت لطیف صاحبہ ربوہ، محترمہ فرزانہ تبسم صاحبہ، محترمہ شگفتہ ناہید صاحبہ اسلام آباد اور محترمہ شبانہ عندلیب صاحبہ شکاگو یادگار چھوڑے ہیں۔

### ☆ محترمہ طیبہ اکرم صاحبہ

26/ مارچ 2021ء کو محترمہ طیبہ اکرم صاحبہ وڈبرج ویسٹ جماعت 81 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

27/ مارچ 2021ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ایک بجے مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس کے فوراً بعد بریمپٹن میموریل قبرستان میں دو بجے تدفین ہوئی اور بچیوں کے چچا مکرم انور اعظم صاحب، سکاربرو نے دعا کرائی۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ نیک، صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، ہمدرد و خیر خواہ، خلیق ملنسار اور دعا گو خاتون تھیں۔ جلد بیوہ ہوگئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچیوں کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کی۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی بیٹیوں کو اپنی والدہ کی غیر معمولی خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے جزیل عطا فرمائے۔

مرحومہ نے پسماندگان میں تین بیٹیاں محترمہ آنسہ طلعت صاحبہ اہلیہ مکرم نورالدین صاحب، محترمہ قدسیہ اکرم

صاحبہ وڈبرج ویسٹ اور محترمہ طاہرہ سلمان صاحبہ اہلیہ مکرم بریگیڈیئر سلمان ظفر صاحب حیدرآباد سندھ یادگار چھوڑے ہیں۔ محترمہ آنسہ طلعت صاحبہ ، ایک عرصہ تک احمدیہ گزٹ کینیڈا سے وابستہ رہیں۔

ادارہ مرحومہ کے جملہ لواحقین سے دلی تعزیت کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل بخشے۔

## ☆ مکرم شکیل احمد صاحب

27 / مارچ 2021ء کو مکرم شکیل احمد صاحب ڈرہم جماعت 55 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

29 / مارچ 2021ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ایک بجے مکرم محبوب الرحمٰن شفیق احمد صاحب مربی سلسلہ ڈرہم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔اور اس کے بعد بریمپٹن میموریل قبرستان میں دو بجے تدفین ہوئی اور مکرم مربی صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔

آپ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔آپ کا خلافت سے اخلاص کا تعلق تھا۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ فرحت ناہید صاحبہ، دو بیٹے مکرم عدیل احمد صاحب، مکرم شرجیل احمد صاحب، دو بیٹیاں محترمہ رمیزہ شکیل صاحبہ اور محترمہ رباب شکیل صاحبہ ڈرہم یادگار چھوڑے ہیں۔

## ☆ محترمہ طالحہ منصور صاحبہ

27 / مارچ 2021ء کو محترمہ طالحہ منصور صاحبہ، کیمبرج انٹاریو جماعت 25 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

ابھی جام عمر بھرا نہ تھا کہ کفِ دست ساقی چھلک پڑا

6/اپریل 2021ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں پونے ایک بجے مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔اور اس کے فوراً بعد Meadowvale قبرستان بریمپٹن میں ڈیڑھ بجے تدفین ہوئی اور مکرم مربی صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔

مرحومہ نیک، صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، خلیق اور ملنسار تھیں۔آپ کا خلافت سے اخلاص کا تعلق تھا۔

مرحومہ نے پسماندگان میں والد محترم منصور قریشی صاحب کراچی، والدہ محترمہ ماجدہ قریشی صاحبہ جرمنی، چار بھائی مکرم شہاب احمد منصور صاحب مسس ساگا، مکرم عبدالرحمٰن منصور صاحب ڈرہم، مکرم عبدالوہاب منصور صاحب ٹرانٹو اور مکرم رقیب منصور صاحب مسس ساگا یادگار چھوڑے ہیں۔

## ☆ مکرم ملک خالد داد خاں صاحب

2/اپریل 2021ء کو مکرم خالد داد خاں ملک صاحب پیس ویلیج ساؤتھ جماعت 84 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

7/اپریل 2021ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ساڑھے بارہ بجے مکرم صادق احمد صاحب مربی مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔اور نیشنل قبرستان میں مرحوم کے صاحبزادے مکرم منصور احمد ملک صاحب نے دعا کرائی۔

آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ رمضان المبارک میں کھجوروں کے تحائف سے دوست احباب کی بہت خدمت کرتے تھے۔ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔قرآن خواں، خلیق، ملنسار، مہمان نواز، بے لوث، ہمدرد وخیر خواہ ، دعا گو بزرگ تھے۔نہایت مخلص اور بہت پیار کرنے والے وجود تھے۔

محمود آباد کراچی میں مختلف عہدوں پر خدمات بجا لانے کی توفیق ملی۔آپ کا نظام جماعت اور خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے محترمہ سرور بیگم صاحبہ اور ان کے بیٹوں کو بڑے اخلاص سے مرحوم کی خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ سرور بیگم صاحبہ، چار بیٹے مکرم ناصر احمد ملک صاحب کراچی، مکرم محمود احمد ملک آسٹریلیا، مکرم مسعود احمد ملک صاحب پیس ویلیج ویسٹ، مکرم منصور احمد ملک صاحب پیس ویلیج ساؤتھ اور تین بیٹیاں محترمہ ساجدہ پروین صاحبہ امریکہ، محترمہ خالدہ وسیم صاحبہ کراچی، محترمہ غزالہ پروین ملک صاحبہ امریکہ یادگار چھوڑی ہیں۔

## ☆ مکرم رانا محمد سرور صاحب

13 / دسمبر 2020ء کو مکرم رانا محمد سرور صاحب پیس ویلیج جماعت 63 سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

نادانستہ غلطی کی وجہ سے مرحوم کے پسماندگان میں ان کی اہلیہ محترمہ عشرت پروین صاحبہ کا نام شامل ہونے سے رہ گیا تھا۔احباب نوٹ فرمالیں۔

یاد رہے کہ حکومت کینیڈا کے جملہ قواعد وضوابط اور سماجی فاصلے کی شرائط کو برقرار رکھتے ہوئے نماز ہائے جنازہ اور قبرستان میں تدفین کے مواقع پر صرف چند اعزہ واقارب نے ہی شرکت کی۔

ادارہ مذکورہ بالا مرحومین کے تمام پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن مرحومین کے لواحقین اور عزیزوں کو صبر جمیل بخشے۔اور اُن کی نیکیوں اور خوبیوں کو جاری وساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کے ساتھ مغفرت اور بخشش کا سلوک فرمائے۔آمین۔